

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224623

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—391—29-4-72—10,000.

2 **OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۶۹۱۵۶ Accession No. ۲۱۲۷۱

Author م عبدالحق ۲۷۱

Title سرمدی زبان کلمہ فارسی کا

This book should be returned on or before the date last marked below.

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

نوشتہ

مولوی عبدالحق صاحب بی۔ اے (علیک)
معلم اعزازی انجمن ترقی اردو

—:0:—

مطبعہ مطبع انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن

سالہ ۱۹۲۳ ع

U 211
U491.46
A 32 M
اردو

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔
چند سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے سکے انگریزی
[آٹھ روپے سکے عثمانیہ]

—*—

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دائروں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بھتیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتیٰ الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔

سالانہ چند سات روپے سکے انگریزی (آٹھ روپے سکے عثمانیہ)
اسید ہے کہ اردو زبان کے بھی خواہ اور علم کے شائق
اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

المش
انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن) تہر

موضوع طابع



مولوی عبدالحق صاحب مدظلہ کا یہ مقالہ رسالہ اردو بابت اپریل سنہ ۱۹۲۱ء میں شایع ہوا تھا - رسالہ اس زمانے میں علی گڑھ میں چھپتا تھا - وہاں والے مرہٹی کیا جانیں؟ مرہٹی عبارتوں اور اقتباسوں کے نقل کرنے میں بکثرت غلطیاں رہ گئی تھیں - ایک عرصے سے بعض اصحاب ذوق کا اصرار اور تقاضا تھا کہ مقالے کو تصحیح اغلاط کے ساتھ کتاب کی صورت میں شایع کیا جائے - مولوی صاحب مہدوم کا ارادہ تھا کہ اس کی ترتیب و تدوین پر نظر ثانی کی جائے اور ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھ شایع کیا جائے - لیکن موصوت کو گونا گوں مصروفیتوں نے اس کی طرے خاطر خواہ توجہ کرنے کی اجازت نہیں دی، اس لئے فی الحال صرف طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کے بعد اس کو طبع کر کے شایع کیا جاتا ہے -

مرہتی زبان پر فارسی کا اثر

جس طرح دنیا میں کوئی قوم بغیر خارجی اثرات اور غیر اقوام کے میل جول کے ترقی نہیں کرسکتی اسی طرح دنیا میں شاید ہی کوئی زبان ایسی ہو کہ اُس میں غیر زبان کے الفاظ آکر نہ مل گئے ہوں اور جو مخلوط نہ ہو ورنہ کسی زبان کا علمی میدان میں آنا یا آئے بڑھنا دشوار ہو جائے ۔ بعض صورتوں میں ان بیرونی الفاظ نے ایسے قدم جھائے کہ زبان کی اصل ہئیت کو بدل دیا اور اصل ملکی زبان کے الفاظ سے اُن کی تعداد بڑھ گئی ۔ مثلاً موجودہ ترکی زبان جو تاری الاصل ہے اور اُس کی صورت و نحو بھی اس پر مبنی ہے ، اُس میں عربی ، فارسی الفاظ اس کثرت سے داخل ہو گئے ہیں کہ ایک دیہاتی ترک اُسے بہ مشکل سمجھ سکتا ہے ۔ عربی ، فارسی الفاظ کی یہ بہتات ملک کے ادبی ، سیاسی اور مذہبی اثرات کی وجہ سے ہے ۔ ایک حد تک یہی حالت مرہتی زبان کی ہے اور یہ بھی قدرتی طور پر اس قانون کے اثر سے نہ بچ

سکی جو دو قوموں یا دو زبانوں کے یک جا ہونے پر اپنا عمل کرتا ہے —

مسلمانوں کے قدم اس ملک (سہاراشتر) میں اول اول تیرہویں صدی کے آخر میں آئے جب کہ علاءالدین آندھی اور طوفان کی طرح یلغار کرتا ہوا دفعۃً دولت آباد کے سامنے آسجود ہوا اور راجہ رام دیو راؤ جو اب تک غفلت کی نیند میں تھا اور اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اوپر کی طرف سے دشوار گزار پہاڑ، دریا اور گھاٹیاں طے کر کے یہاں کون پہنچ سکتا ہے ایسا مجبور ہوا کہ صلح کرتے بنی اور بے شمار مال و دولت نذر کر کے اپنا پیچھا چھڑایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد تخت دہلی کے ایک شہنشاہ نے جو اپنے رنگ میں دنیا کے بادشاہوں سے فرالا اور اپنے خیال میں سب سے الگ تھا ادھر توجہ کی اور توجہ کیا ہی دولت آباد کو سارے ہندوستان کا دارالخلافہ بنا دیا اور یہی نہیں بلکہ ساری دلی کو یہیں گھسیٹ لایا۔ یوں دیکھئے تو یہ بڑی خوبہوں کا آدمی تھا عالم، فاضل، خوشنویس، بہادر ایسا کہ اچھے اچھے سورما اُس سے شرماتے تھے لیکن تخیل میں وہ بلند پروازی تھی کہ کسی شاعر کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی، بہت دور کی سوچتا تھا مگر عمل میں نہیں لاسکتا تھا۔ جب کبھی اپنے خیال کو عملی صورت میں لاتا تو رہی سہی بات بھی بگڑ جاتی تھی۔ ان پریشان خیالیوں اور پریشان اعمالیوں نے اُسے

ہمیشہ پراگندہ رکھا - اور اس وجہ سے دکن کی سلطنت اس کے ہاتھ سے نکل گئی - اب بہمنیوں کا دور دورہ شروع ہوا —

بہمنی سلطنت نے تھوڑے ہی عرصے کے بعد بڑی شان و شوکت اور سطوت حاصل کر لی - یہ گویا یہیں کی سلطنت ہو گئی - اس کا تعلق باہر سے مطلق نہ تھا - اہل ملک بھی رفتہ رفتہ اس میں برابر کے حصہ دار ہو گئے - اُس کی شان خود اُس کے نام سے ظاہر ہے - حسن نے اپنے نام کے ساتھ گنگوے بہمنی کا خطاب شریک کر کے اُس عجیب احسان مندی کا ثبوت دیا جو سلطنت بہمنی کے ساتھ دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی - اُس نے اپنے قدیم معسن گنگو کو بلا کر وزیر خزانہ بنایا - اور یہ پہلی زینت تھی اُس بنیاد کی جو ہندو مسلمانوں کے اتحاد کی اس ملک میں قائم ہوئی - اس کے بعد دلی کے اور برہمن اور کھتری آئے اور شاہی ملازمت میں داخل ہوئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی جگہ ملکی برہمنوں اور پربھوں * نے لے لی - مال گداری کا انتظام انہیں کے ہاتھ میں رہا بلکہ جب بہمنی سلطنت کا اقتراع ہوا اور اُس کے بجائے بیجاپور ، احمدنگر ، برار ، بیدر اور گواکندہ میں الگ الگ سلطنتیں قائم ہو گئیں تو اُس وقت بھی دیہات اور محالات

* بمعنی مرہٹے کایستھد جو اکثر چانددر سہلی ہیں کایستھہ

پر بہو کہلاتے ہوں —

مرہٹے زبان پر فارسی کا اثر

کے حسابات مالگنداری ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں رہے اور انہیں کی اپنی زبان میں لکھے بھی جاتے تھے۔ غرض ایک ظاہر دیسی حکومت ہو گئی جس پر ”غیریت“ کا گمان تک بھی نہ ہوتا تھا۔ مسلمان بادشاہوں کی فوج میں بھی مرہٹے کثرت سے داخل تھے اور وہ بہت کار آمد ثابت ہوئے۔

غرض مرہٹے مالی اور فوجی صیغوں میں اچھا خاصا رسوخ رکھتے تھے اور بعض اوقات تو وہ ایسے مقتدر ہو گئے کہ سلطنت کی تمام قوت اور حکومت اُن کے ہاتھ میں آگئی اور اس طرح گویا در پردہ اُس ترقی اور عروج کی تربیت اور تیاری ہو رہی تھی جو افیمین آئندہ حاصل ہونے والا تھا۔ پھر شادی بیاہ کے رشتے نے بھی تعلقات میں استحکام کی نئی صورت پیدا کر دی اور باہمی تعصبات اس قدر ضعیف ہو گئے کہ معاملات دنیوی میں قومی امتیاز بالکل اُتھ گیا۔

ہندو مسلمانوں میں باہم برابر کا برتاؤ تھا۔ مختلف تعلقات، آپس کے میل جول اور کاروبار سلطنت نے تکلف کا پردہ اُٹھا دیا تھا۔ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھ لڑائیوں میں برابر اڑتے تھے۔ اسلامی سلطنتوں میں مرہٹے بڑے بڑے اُسرا اور سپہ سالاروں کا درجہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلمانوں کو بعد میں مرہٹہ سلطنت میں یہی امتیاز اور شرف حاصل تھا۔ یہ

تعلقات اور ربط ضبط اور رواداری کے آثار اب تک باقی ہیں اور بے شمار انعامات و جاگیرات جو برہمنوں اور مندروں اور دیگر ہندوؤں کو مسلمان بادشاہوں نے عطا کیں وہاں اب بھی کہیں نہ کہیں فطر آجاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا اور زندہ ثبوت دولت آصفیہ ہے جہاں اب تک وہ روایات برابر قائم ہیں اور حق یہ ہے کہ رواداری اور بے تعصبی میں دنیا کی کوئی حکومت یا ریاست اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کا منظر اگر کسی کو دیکھنا ہو تو ”وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں۔“ ہمارے ملک کے بڑے بڑے مدبر اور دور بین معاملہ فہم جو ہمیشہ اس مضمون پر سر دھنتے رہتے ہیں اور انہیں کوئی صورت آپس کے اتفاق کی نظر نہیں آتی وہ ہندو مسلمانوں کے اس سنگم کو دیکھیں جہاں قدیم زمانے سے یہ دونوں قومیں بھائی بھندوں کی طرح رہتی سہتی ہیں —

ان تعلقات کا اثر جہاں تمدن کے مختلف شعبوں پر پڑا وہاں زبان کیوں کر بیچ سکتی تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب دو قوموں کا اتصال ہوتا ہے تو جس قوم کا تمدن اعلیٰ، زیادہ قوی اور پائدار ہوتا ہے اُس کا اثر دوسری قوم پر جو کم متہمدن ہے زیادہ ہوتا ہے۔ مسلمان جب دکن میں آئے تو بمقابلہ یہاں والوں کے زیادہ متہمدن تھے اور یہی وجہ ہے کہ سرھتوں پر مسلمانوں کے تمدن کا

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

زیادہ اثر ہوا۔ خصوصاً ایسی صورتوں میں فاطمہ کا اثر مفتوح پر زیادہ پڑتا ہے۔ اور اسی وجہ سے فارسی زبان کا اثر جو فاطمہ کی زبان تھی مرہٹی پر بہت زیادہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹی زبان میں سینکڑوں عربی فارسی الفاظ بھی اور معاورے داخل ہو گئے۔ مرہٹی میں عربی الفاظ بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب فارسی کے ذریعہ سے پہنچے ہیں۔ یہ موجودہ فصیح مرہٹی زبان کا حال ہے۔ اگر اس کے قبل کی یعنی پیشواؤں کے زمانے کی زبان دیکھی جائے تو اُس میں فقرے کے فقرے اور جملے کے جملے فارسی کے ملیں گے اور فارسی الفاظ مختلف قسم کے اس کثرت سے پائے جائیں گے جس قدر ایک بد مذاق انگریزی تعلیم یافتہ ہندی کی گفتگو میں انگریزی الفاظ — اب ہم یہاں مختصراً اُن اسباب و حالات پر الگ الگ نظر دالتے ہیں جو اس کا باعث ہوئے —

۱۔ تقریباً تمام سرکاری دفاتر میں فارسی زبان رائج تھی۔ سرکاری ملازموں کی زبان پر جس میں مرہٹی بھی بکثرت شریک تھے بوجہ تعلق ملازمت بہت سے عربی فارسی کے لفظ چڑھے ہوئے تھے اور وہ اپنی بات چیت اور کاروبار اور دیگر معاملات میں یہ لفظ بے تکلف بول جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُن میں کے بہت سے لفظ مرہٹی زبان میں اس طرح گھل مل گئے کہ جزو زبان بن گئے اور عام طور پر مرہٹی بولنے والوں کو اس کا مطلق

خیال تک نہیں گذرتا کہ یہ کسی غیر زبان کے لفظ ہیں —

۲ - جو لوگ اپنے مقدسات کی پیروی کے اٹے عدالتوں میں آتے جاتے رہتے تھے ، یا جنہیں اپنے معاملات کی خاطر دوسرے سرکاری محکموں میں آمد و رفت رکھنی پڑتی تھی ان کی زبان خود بخود بغیر کسی ارادے کے فارسی عربی الفاظ سے آشنا ہو جاتی تھی اور ضرورتاً اُن کا استعمال کرنا پڑتا تھا اور اس طرح زبان پر چڑھتے چڑھتے وہ خود ملک کی زبان میں داخل ہو گئے —

۳ - مسلمان فقیر جو گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے سافنگتے کھاتے پھرتے تھے اگرچہ وہ ہندوؤں کی زبان بولتے اور ہندوؤں ہی کے گیت گاتے تھے لیکن بہ تقاضائے فطرت اس میں بہت سے الفاظ فارسی عربی کے تھے جو ان کی صداؤں اور گیتوں میں استعمال ہوتے تھے - اور یہ الفاظ لے کی دلکشی اور صداؤں کی سوزو نیت کی وجہ سے عام لوگوں کے خیال اور حافظے میں رہ گئے۔

۴ - اسی طرح درویش و صوفی اور واعظ جو مذہب اسلام کی تلقین و اشاعت کرتے تھے گو اُن میں سے اکثر ملکی زبان ہی کے ذریعہ سے اس فرض کو انجام دیتے تھے لیکن مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے اُن نے لئے فارسی عربی الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا - یہ ممکن نہ تھا کہ یہ الفاظ بار بار زبان سے نکلیں اور دوسروں تک نہ پہنچیں - غرض اُن میں سے بہت سے الفاظ خیال

مرہٹھی زبان پر فارسی کا اثر

و حافظے سے نکل کر زبان میں گھر کر گئے۔ اور اب تک اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے تہیت مرہٹھی کے لفظ -
۵ - بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے کچھ تو اپنی خوش اعتقادی سے اور کچھ دنیاوی اغراض و طمع کی خاطر -
اُن کی مادری زبان مرہٹھی تھی ، لیکن چوں کہ یہ نئے نئے مسلمان تھے خواہ مخواہ بھی یا مسلمانوں کے میل جول اور ارتباط کی وجہ سے بہت سے فارسی عربی الفاظ اپنی گفتگو میں بولنے لگے۔ جس طرح آج کل دیسی عیسائی اپنی زبان میں انگریزی الفاظ استعمال کرتے اور اس پر اتراتے ہیں۔ اس کا اثر مرہٹھی زبان پر ہونا لازمی تھا۔

۶ - چوں کہ فارسی کا جاننا سرکاری ملازمت کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ فارسی اچھی طرح جانتے تھے اور جنہیں اس شیریں اور من موہنی زبان کا چسکا پڑ گیا تھا وہ اپنی گفتگو میں فارسی عربی الفاظ استعمال کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ کچھ تو طبعی ذوق کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور بعض اوقات مجبوری ہوتی تھی اس لئے کہ بعض خیالات کے ادا کرنے کے لئے وہ اپنی مادری زبان میں مناسب الفاظ نہیں پاتے تھے۔

۷ - جن لوگوں کا بہت سا وقت فارسی زبان کی تحصیل میں گزرا تھا اور انہیں اس زبان میں اچھی خاصی مہارت یا کافی ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ تو ان کا طریقہ خیال اور طرز ادا بھی بہت کچھ فارسی کا سا ہو گیا تھا۔ یا

کم سے کم اس قدر ضرور تھا کہ اگرچہ اُن کی تحریر و تقریر کا ظاہری لباس مرہٹی تھا لیکن پھر ایہ بیان ' جملوں کی نشست اور الفاظ کی ترکیب و ترتیب سے صاف فارسی کی جھلک نظر آتی تھی ' جس طرح آج کل انگریزی خواں کی تحریر سے انگریزیت کی بو آتی ہے -

۸ - بہت سے مسلمان جنہوں نے ہندو عورتوں سے شادی بیاہ کر لیا تھا اُنہیں اپنی بیویوں کی اور بیویوں کو اپنے شوہروں کی زبان سیکھنی اور بولنی پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے فارسی لفظ مرہٹی زبان میں بڑی سہولت سے داخل ہو گئے -

۹ - بہت سی صنعتوں جو مسلمانوں کے ساتھ آئی تھیں یا مسلمانوں نے ایجاد کی تھیں اور وہ یہاں رائج ہوئیں تو اُن کے ساتھ اُن کے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات بھی رواج پا گئے -

۱۰ - خصوصاً فن جنگ اور انجینیئری ایسے دو فن تھے جن کو مسلمانوں نے ہندوستان میں بہت رواج دیا اور اہل ملک کو بھی ان کا اتباع کرنا پڑا - ان کے طفیل میں بہت سے فارسی عربی یا ترکی لفظ مرہٹی زبان میں پہنچ گئے اسی طرح سال گذاری اور قانون کے الفاظ بھی ضرورت کے اقتضا سے خود بخود رائج ہو گئے -

۱۱ - کثرت استعمال و سرور زمانہ ہے فارسی الفاظ زبان میں اس طرح جڑ پکڑ گئے تھے کہ بعض سنسکرت

اور پراکرت الفاظ جو فارسی کے مترادف تھے اُن کے سامنے نہ تھیر سکے اور اُنہیں فارسی الفاظ کے سامنے ہتھیارِ تال دینے پڑے۔ خود اہل زبان کو یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ ان جدید غیر ملکی الفاظ میں ایسا زور اور اثر ہے جو اُن کے مترادف سنسکرت یا پراکرت الفاظ میں نہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب کوئی لفظ کسی خاص خیال یا خیال کے کسی خاص پہلو کو ادا کرتا ہے تو محض اُس کی آواز سے جو تصور اُس کے مفہوم کا پیدا ہوتا ہے وہ کسی جدید لفظ یا اُس کے مترادف سے پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ اُس میں وہ زور آ سکتا ہے۔ اس لئے فارسی عربی الفاظ اس قدر مقبول ہو گئے کہ اُن میں سے جس کسی کا مترادف پراکرت یا سنسکرت میں موجود بھی تھا تو وہ اُن کے سامنے رونق نہ پاسکا —

غرض اس طرح فارسی عربی الفاظ مرہٹھی زبان میں جڑ پکڑتے گئے اور اس طرح گھل مل گئے کہ اپنے پورائے کا امتیاز اُتھہ گیا اور نہ اہل زبان کی طرف سے کوئی ایسی کوشش ہوئی کہ ان کو زبان سے خارج کر کے بجائے ان کے سنسکرت یا پراکرت الفاظ کو رواج دیا جائے۔ البتہ شیواجی نے شاہی لقب اختیار کرنے سے ذرا پہلے یعنی سنہ ۱۶۷۳ ع میں رکھونا تھہ پندت کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ راج وے وہار کوش یعنی سرکاری کار و باری الفاظ

کی لغات تیار کرے اور یہ ہدایت کی کہ اس میں ان فارسی عربی الفاظ کی بجائے جو اصل سروہتی یا سنسکرت الفاظ کی جگہ مستعمل ہونے لگے ہیں سنسکرت الفاظ استعمال کئے جائیں۔ لیکن باوجود اس کے فارسی عربی الفاظ کی رو سے کچھ زیادہ سدباب نہ ہوسکا البتہ ایک حد تک کمی ضرور ہوگئی۔ خاص کر شیواجی کے وزرا اور عہدہ داروں کے عہدوں کے نام فارسی سے سنسکرت میں ترجمہ ہو گئے وہ بھی ترجمہ ہوئے، کوئی نئے نام تجویز نہیں کئے گئے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات جو آئندہ صفحات میں درج ہے)۔ یہ حالت شیواجی کی زندگی کے آخری چھ سال سنہ ۱۶۸۰ء اور اُس کے جانشین سنہ ۱۶۸۹ء تک رہی۔ سنہ ۱۶۸۰ء تا ۱۶۸۹ء سنہ ۱۶۸۰ء تا ۱۶۸۹ء میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی —

اس کے بعد راجہ رام کے عہد (۱۶۸۹ء تا ۱۷۰۰ء ع) میں معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ہوگئی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اپنے ” اساتذہ “ یعنی وزیر راجندر پنت کو ” حکومت پٹنہ “ کا خطاب دیا۔ اُس کا خاندان اب تک دشاں گڑھ میں حکمران ہے۔ راجہ رام کے عہد میں اس قسم کے اور فارسی خطابات بہت سے عطا ہوئے —

شاہو سہاراج کے عہد میں (۱۷۰۸ء - ۱۷۴۹ء ع) علی باغ کے انگریزوں کو ” سرخیل “ کا اور کائیگواروں کو ” شمشیر بہادر “ اور ” سینا خاص خیل “ کا اور وٹھل شنکر کو

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

”راجہ بہادر“ کا خطاب مرحمت ہوا - اسی قسم کے بہت سے خطابات دوسرے لوگوں کو دئے گئے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات) —

اس طوح مسلمان بادشاہوں نے اپنے ہندو باج گزار فرماں رواؤں اور اُسرا کو فارسی یا فارسی سنسکرت کے مخلوط خطابات دئے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات) —

حیدرآباد میں اب تک یہ رواج چلا آرہا ہے مثلاً ”آصف نواز وقت“ یہین السلطنت وغیرہ —

حال میں کچھ عرصہ ہوا ایک تعریک اِس قسم کی پیدا ہوئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ سرہتی زبان سے خارج کر دئے جائیں - لیکن اُن لوگوں نے جنہیں خدا نے فہم و دور اندیشی عطا کی ہے اس تعریک کی تائید نہیں کی - مستوطن ملک کے مہمور اخبار کیسری نے اِس قسم کی کارروائی کی مخالفت کی اور اپنی تائید میں اِس امر پر زور دیا کہ اگر فارسی عربی الفاظ خارج کر دئے گئے تو سرہتی زبان کی قوت میں ضعف پیدا ہو جائے گا اور زبان بے مزہ ہو جائے گی - مثلاً ”فوج“ ”قلعہ“ اور اِس قسم کے سیکڑوں الفاظ نکال دئے جائیں اور اُن کی بجائے دوسرے ہم معنی لفظ داخل کر لئے جائیں تو اُن سے کبھی وہ تصور اور مفہوم پیدا نہیں ہوگا جو پرانے فارسی الفاظ سے اِس وقت ہوسکتا ہے اور اِس سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا —

جس طرح شیواجی مہاراج کی تحریک فاکام رہی حالانکہ اُس وقت کامیابی کا بہت کچھ موقع حاصل تھا اُسی طرح اس زمانے کی آخری کوشش بھی بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ اس کے بعد سے پھر کبھی اس طفلانہ حرکت کا اعادہ نہیں ہوا جو اہل زبان کی دانشمندی پر دلالت کرتا ہے۔ زبانیں الفاظ کے خارج یا متروک کرنے یا انہیں پاک اور پوتر رکھنے سے نہیں بنتیں بلکہ ان کی ترقی الفاظ کا ذخیرہ بڑھانے اور دوسری زبانوں کے میل سے طرز ادا کی فنی راہیں نکالنے سے ہوتی ہے۔ ہندوستانی زبانوں کو ابھی یہ گرسیکھنا باقی ہے —

کاش شمالی ہند والے اس سے سبق حاصل کرتے۔ جنوب و شمال میں یہ فرق کچھ کم سبق آموز نہیں ہے — خود شیواجی جو اس تحریک کے بانیء اول تھے اپنے خطوط میں بلا تکلف فارسی الفاظ اور محاورے استعمال کرتے تھے۔ اور اُن کے گرو رام داس نے ان کے استعمال سے کبھی احتراز نہیں کیا۔ اور شاید میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ رام داس نے بہ نسبت دوسرے مرہٹی شعرا کے اپنی پر زور شاعری میں فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ کر کیا ہے —

اب میں مرہٹی زبان میں فارسی الفاظ کے گھٹلے بڑھنے کے درجوں کی سوسری سی تقسیم ذیل میں دکھاتا ہوں —

سنہ ۱۲۹۰ ع میں مرہٹی زبان کے فاسور شاعر دنانشور نے اپنی مشہور و معروف کتاب دنانشوری تصنیف کی۔ اس سنہ سے قریب ایک صدی بعد تک تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی جاتی تھی اور ملک کے اُن حصوں میں جہاں اسلامی حکومت کے قدم نہیں پہنچے تھے اس کے بعد بھی خالص مرہٹی کا راج رہا۔

اول اول مہاراشٹر میں اسلامی حکومت سنہ ۱۳۱۸ ع میں قائم ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ فارسی الفاظ کی آمد بھی شروع ہوئی۔ لیکن سنہ ۱۳۱۸ ع سے ۱۳۴۷ ع تک حکومت کا تعلق دہلی سے رہا اور تمام انتظامات سلطنت شاہ دہلی کے فرمان و اشارہ سے انجام پاتے تھے۔ مگر محمد تغلق کی بے چین اور عجیب و غریب طبیعت نے چین نہ لینے دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کا رشتہ حکومت دہلی سے ٹوٹ گیا۔ اور سنہ ۱۳۴۷ ع میں حسن گنگو بہمنی سلطنت بہمنی کا بانی اور پہلا تاجدار ہوا۔ یہ سلطنت ۲۰۰ سال تک بڑے شان و شوکت، امن و امان اور عدل و انصاف کے ساتھ اس ملک میں رہی۔ اُس نے دکن میں ایک نئے اور عظیم الشان دور کا آغاز کیا۔ لیکن آخر اس کا شیوازہء جمعیت بھی انتشار کا شکار ہوا اور یہ پانچ حصوں میں الگ الگ تقسیم ہو گئی اور یہ پانچوں بھی انہیں اسباب کا شکار ہوئے جو خاتمہ سے پہلے اپنا کام کر چکے تھے اور جو اب تک ہماری

سلطنتوں کی جڑوں میں کھن کی طرح لگے ہوئے ہیں اور جنہیں ہم نے اس وقت تک نہ پہچانا جب تک کہ غیروں نے ہمیں نہ بتایا اور وہ بھی بعد از خرابی بصرہ - ان سب کا خاتمہ سنہ ۱۵۷۲ ع سے سنہ ۱۶۸۷ ع تک ہو گیا۔ ان سب میں بڑی اور با وقعت سلطنت نظام شاہی تھی جو سنہ ۱۶۳۷ ع میں آخر ہو گئی۔ قطب شاہی سنہ ۱۶۸۶ ع تک حق فرماں روائی ادا کرتی رہی اور عادل شاہی نے ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۶۸۷ ع میں حکومت کا قصہ پاک کر دیا۔ سنہ ۱۶۵۰ ع تک مرہٹوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں تھیں، لیکن وہ سب بھمبی سلطنت میں ضم ہو گئی تھیں اور گویا بھمبی سلطنت ان سب کی مشترکہ سلطنت تھی۔ اس زمانے سے فارسی الفاظ مرہٹھی زبان میں بے روک ٹوک داخل ہوتے چلے گئے۔

اوائل سلطنت بھمبیہ میں مہاراشٹر میں مسلمانوں کی تعداد کوئی ایک لاکھ نقوس سے زیادہ نہ ہوگی اور ان میں اکثر فوجی لوگ ہوں گے، کیوں کہ اس قائم رکھنے کے لئے اس کی ضرورت تھی۔ علاوہ ان کے قاضی، مفتی، طبیب اور دیگر عمال بھی مسلمان ہوں گے۔ کچھ تاجر پیشہ بھی ہوں گے۔ غرض ان سب کو ملا کر دیکھا جائے تو ان کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس ایک لاکھ میں ستر اسی ہزار فوجی سمجھے لینے چاہئیں

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

جن میں اکثر ان پڑھ اور اجڑے ہوں گے۔ اور باقی بیس ہزار ایسے جن کے ہاتھ میں کاروبار سلطنت و معاملات عدالت و مالگداری ہوں گے۔ لیکن تہوڑے ہی عرصے کے بعد مرہٹے ہر شعبہ حکومت میں بہ کثرت داخل ہو گئے۔

مذہب، شاستر، اور ذات پات کے معاملے میں غیر زبان کے الفاظ کا کوئی زیادہ دخل نہ تھا اور نہ ان امور میں اہل ملک کو غیروں کے الفاظ کی ضرورت تھی، لیکن بدمع بیوپار، بازار، فوج، عدالت، مالگداری وغیرہ کے معاملات میں سینکڑوں فارسی الفاظ بے تکلف مرہٹی زبان میں داخل ہو گئے۔ غرض ان فارسی الفاظ کا مد و جزر مرہٹی زبان میں اس طرح ہوا۔

سنہ ۱۲۹۰ع اور اس سے ایک صدی بعد تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی اور لکھی جاتی تھی۔

سنہ ۱۳۹۰ع سے ۱۶۳۶ع تک فارسی الفاظ کی رو بہ زوروں پر رہی اور بہ کثرت فارسی عربی الفاظ مرہٹی زبان میں مل گئے۔ یہ اس دخل و تصرف کے برے عروج کا زمانہ تھا۔

سنہ ۱۶۵۶ع کے بعد سے سنہ ۱۷۲۸ع تک فارسی الفاظ کا زور کھٹتا شروع ہوا، یعنی جس تیزی اور کثرت سے وہ پہلے مرہٹی زبان میں آئے تھے اب وہ بات نہیں رہی تھی۔

سنہ ۱۷۲۸ ع سے سنہ ۱۸۱۸ ع تک زیادہ تر فارسی الفاظ یا تو اس وقت استعمال ہوتے تھے جب کہ مسلمان ریاستوں سے مراسلت ہوتی تھی یا دفتری کاروبار میں۔ گویا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ نئے الفاظ کی آمد بند ہو گئی تھی اور پہلے سے جو الفاظ زبان میں آچکے اور قائم ہو گئے تھے وہی وہ گئے۔

غرض سنہ ۱۳۱۸ ع سے جب کہ اول اول اسلامی حکومت نے مہاراشٹر میں استقلال کی صورت اختیار کی، فارسی الفاظ کی رفتار سیلاب کی طرح رفتہ رفتہ بڑھنے شروع ہوئی اور سنہ ۱۶۳۶ ع میں اس کا زور شور اُتھائے عروج کو پہنچ گیا۔ سنہ ۱۶۵۶ ع سے یہ زور گھٹنا شروع ہوا، اور سنہ ۱۷۲۸ ع میں اس کی قوت بالکل ٹوٹ گئی۔ لیکن تقریباً تین سو پچاس سال تک فارسی اور مرہٹھی کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ یہ ایک بڑی مدت ہے۔ اس میں بہت سے انقلاب ہوئے، بہت سی سلطنتیں بگڑیں اور بنیں، حالات و واقعات نے نئے رنگ دکھائے، اطوار اور طریقوں میں بہت کچھ فرق پیدا ہو گیا، حکومتوں اور قوسوں کے باہمی تعلقات نے بہت کچھ پلٹا کھایا۔ دول کے حدود بدلے اور پھر نئے سرے سے قائم ہوئے، آئین و انتظام میں تغیر و تبدل ہوا، مذہب و رواج کی سختی اور ذات پات اور قومی استیاز کی بندشیں تھیلی ہو گئیں۔ لیکن ان تھام تغیرات میں

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

فارسی مرہٹی کا ساتھ نہ چھوٹا - اور یہ اسی فیضان صحبت کا نتیجہ ہے کہ مرہٹی زبان میں اب تک اس کثرت سے فارسی الفاظ اور معاورے پائے جاتے ہیں —

سارے تین سو سال کی ایک جائی سے سینکڑوں فارسی الفاظ کا مرہٹی زبان میں آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں - لیکن تعجب اس امر کا ہے کہ مرہٹی پر فارسی کا ایسا گہرا رنگ چڑھا کہ یہ اثر الفاظ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ فارسی ترکیبیں تک اس میں داخل ہو گئیں اس کے علاوہ ہم اس زبان میں جا بجا دیکھتے ہیں کہ جملوں کی ساخت تک فارسی ہے - اور کثرت سے معاوروں کا ترجمہ مرہٹی میں آگیا ہے - علاوہ اس کے فارسی حروف جار، ربط و عطف، و فجائیہ وغیرہ بھی بلا تکلف مرہٹی میں استعمال ہونے لگے اور اب تک ہوتے ہیں - ان تمام امور کا بیان ہم آگے چل کر تفصیل سے کریں گے —

یہاں ہم ہر دور کی تحریریں بطور نمونے کے پیش کرتے ہیں جن سے اوپر کے بیان کی کسی قدر تصدیق ہوگی ہر نمونے کے ساتھ مختصر طور پر ضروری تھریخ بھی کردی گئی ہے —

خواہتے کاں گومتے | ہن کاہیچی تیا نومتے | راتری دیوس نہ دتے | سوراسی جیوی | ۱ |
 ऐसा बोधुचि केवलु | जो होऊनि असि निष्कलु | त्याहीवरी भजन शीलु | माझ्या
 ठायी ॥ २ ॥ तरि तया ऐसें दुसरें | आम्हां पढियंते सोयरे | नाहींगा साचोकरें |
 तुझी आण पांडवा | ३ | पार्था जयाचिया ठायी | वैषम्याची वार्ता नाही | रिपुमित्रा
 दोही सारसी पाडु | ४ | कां घरींचियां उजियेड करावा | पारख्यां आंधार पाडावा |

ہیں نیپوچھ گا پاڈوا | دیپ جیسا | ۱۵ | جو خاڈاویا غاویا غاالی | کاں لاہانی
 جیانے کھلی | دوباں عکاچی ساڈلی | بھٹو جیسا | ۱۶ | نا तरी इक्षुदंडु | पाळि-
 तया गोडु | गाळितया कडु | नोहोचि जेवीं || ७ || अरि मित्री तैसा | अर्जुना
 जया भाव ऐसा | मानापमानी सरिसा | होत जाय | ८ | तिहीं ऋतु समान | जैसैं
 कां गगन | तैसा एकाचि मान | शीतोष्ण जया | ९ | दक्षिण उत्तर मारता | मेरु
 जसा पांडुसुता | तैसा सुखदुःखप्राप्तां | मध्यस्थ | १० | माधुर्ये चंद्रिका | सरिशी
 राया रंका | तैसा जो सकळिकां | भूतां समु | ११ | अवधिया जगा एक | सेव्य
 जैसैं उदक | तैसैं जयातैं तिन्ही लोक | आकांक्षिती || १२ || जो निंदेतैं न घे |
 स्तुतीतैं न श्लाघे | आकाशा न लगे | लेपु जैसा | १३ | तैसैं निंदे आणि स्तुती |
 मान करुन एके पंक्ती | विचरे प्राणवृत्ति | जनीं बनीं || १४ ||

ज्ञानेश्वरी - अध्याय १२

اوکھتے کا گوشتے ھے کاهیں چی تیا نومتے راتری دیوس
 نگھتے سوریا سی ھے وین —

اٹیس بوڈھوچی کیولو جو هو وونی آسے فشکو تیاھی
 وری بھجن شلو ماحھیآ تھائیں —

تری تیا اٹیسے دوسرے اسھا پفدھیتے سوئری ناھیں
 کا ساچوکارے تجھی آن پاندوا —

پارتھا جیاچی یا تھائیں ویش میاچی وارتا ناھیں
 روپسترا دوھین سری سا پازو —

کان گھریں چیا وجی ایڑ کراوا پارکھیاں آندھار پازاوا ھیں
 نے نے چی گا پاندوا دیپ جیسا —

جو کھانداویا ، کھاؤ کھالی کا لاؤنی جیانے کیلی دوکھا
 ایک چی ساؤلی وریکشو جیسا —

فاتری اکشودھتو پالی تیا گورو کالی تیا کزو نوھے چی جیویں ۔

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

اری متورین تیسا آرجنا جیا بہاو ایسا مان اپمانی
سری سا ہوت جاے —

تیہیں رتو سہان جیسے کا گگن تیسا ایکچی
مان شیتو شن جیا —

دکشن اتر ماروتا میرو جیسا پاندوستا تیسا سکھ
دکھ پراپتان مدھیستو —

مانہریے چندریکا سرسیی رایارفا تیسا جو سکلیکا
بھوتان سہو —

آگھویا جگا ایک سیوئیے جینسے اودک تینسے جیاتین
تینھی لوک آکانکشیتی —

جو فیئدیئے نے گھے ستوتی تے نہ شلاگھے آکاشا
نہ لگے لپیو جیسا تیسے فیئدے آنی استوتی مان کروں
ایکے پنکیتی وچرے پرانورتی جلی ونی —

دنیا نیشوری ۱۲

اوپر کا اقتباس مرہٹی کے مشہور شاعر دنافیشور
کی کتاب دنافشوری تفسیر بھگوت گیتا سے لیا گیا ہے ۔
یہ شاعر راجہ رام دیو (فرماں رواے دیوگڑھی) کے عہد
میں ہوا۔ اس کا زمانہ تیرھویں صدی کا ہے اور دیوگڑھ
(دولت آباد) کی فتح سے قبل کا ہے ۔ مسلمانوں کا تسلط
اس وقت تک یہاں نہیں ہوا تھا البتہ یہ اغلب ہے کہ
مسلمان تجار اور درویش یہاں ہوں ۔ اس نمونے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ اس وقت فارسی نے مرہٹی پر کوئی اثر

نہیں ڈالا تھا - وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی حکومت
دکن میں قائم نہیں ہوئی تھی - یہ تھام کتاب اس
وقت کی تھیت سرہتی میں ہے - اور کوئی لفظ فارسی
عربی کا اس میں نہیں پایا جاتا —

دنانشور کی تاریخ پیدائش - سنہ ۱۲۷۵ ع -

تاریخ وفات - سنہ ۱۲۹۱ ع -

۱ स्वति श्री हिजरात ६९ शकु संवतु १२८९ प्रवंग संवत्सरे आधेय ++

२ श्रीमत्य प्रौढि प्रताप नक्रवर्ति माहाराजाधिराज श्री हंवर राओ

३ ठाणे कोकण राज्य क्रोति सत्ये तम्मिन काले प्रवर्तमाने धरमादि ।

४ पत्र लिखितं यथा सर्व व्यापारि सिहि प्रो तं निरोपित अठागर अधि

५ कारिआ कुसना आहासण नाकाचा सेणबै देऊं प्रोण्डोह वेलित स

६+ रंध चिचावली माम पैकि तेथिला मिजिगिति मिहि प्रोकेलि तेथे मणी

७ आ लावेया लागी आठागर समंथ मुख्य नारावें आगरु पैकि कोतल वाडि

८! नारदे कवलि आ पैकि माटालि! उरो वाडिआ २ ससिमफल भोगास

९ हित श्री रायाजा प्रधातु सिहिप्रो विकति सडाउनि चिचवलिचे चिये मिजिगिति

१० वर मिथा मलिया कार्तिक वाडी विक्रिता द्रामा १६० नारदे कवलिया जि

११ ये माटालैये विक्रिता द्रम ४० उरै वाडिआ २ विक्रिता द्रामा सने २००

१२ हे द्राम वरत सकोश कवलिआ मुख्य करुनि समला आगरियांस मागिउ

१३ डिली घा अढासाल गोपाल वादनिचे तले अठि आवाटातु राइ नाही वाडि

१४ आदातोरं दिन करुनि जालिआ म्हणौनि समलि आगरि यांस त्यातिवि

१५ कलि ते गुंति कैवाह सोडवुनि सिहि प्रौला गौनि वाडिआ विकिली आहे

१६ वाडिआ कोण्हि दातारु दमठेलित गुंति करितर समष्टिम आगरियांहिप्रति

१७ (का रवें हा धरमु मिहि प्रोचा तितीवड समष्टि आगरियांहि समाग्रि

प्रति पालवें

१८ झाडे आचि जमैतिस जेतुक आगीर साहि आडखे पांठे ते तुके आगरास आ प्र

१९ झाडवें ति रोपडवा वाडि सिहिप्रो सासन विषय भोग बारिहा धरमु समग्रि प्र

२० तिपालावा आघाटाणें पूर्व दिसें नाऊ म्हातारे याचि बाडि उत्तर दिसे

चोर ते बाडि पष

۲۱ چیم ديسے پاٹیارا وڈی دسین ديسے کوٹیشی یا چی واڈی ٲیسے
آواٹاٹوں چی

۲۲ آا رٲیوارتی آاھ پالک ورت ا کاٹھا کٲلی آا ٲوگوا ا راس دےآ

۲۳ وےد مھا تارے یا آا ڈرمو دےآ ویت مھا تارے آا یا واڈے ٲئکی وا وندے
ا کٹھاٹ

۲۴ آا اंबے یارے سو مھا ل مھا تارا رات ناگ دےآ مائے داری مں دے سٹے

۲۵ سا ا مھا تارا تاھ دےآ کا وندے مھا تارا سٲد مھا تارا گور مھا تارا -

۲۶ سا آکار سو مے دے آوٹا دے آا وائے کر ورت ا مٲل ٲاٹیلو ناگلا ٲاٹیلو -

۲۷ وےڈا کر هے آ ۱۷ مٲل کر نی س ماٹری ٲر تی ٲالا وے ا ٲر آے سا کٲل -

۲۷ ناگا وں آمے تی ٲئکی: ٲدوگو ماھامد دا اوار آا یا ش آیدا اوار آا یا -

(۱) - وستی شری هجرت ۶۹ سکو سہوت ۱۲۸۹ ٲلؤ نگ
سوت سرے ادھیے -

(۲) سوری متیے ٲروزی ٲرتا ٲ کرورتی سہارا آا دھیرا آ سوری
هہ بیرا و -

(۳) تھانے کوکن راجیے کروتی ستیے ' تسمن کالے ٲرورت
مانے دھرمادی -

(۴) ٲتر لیکھیت یتھا سرو ویا ٲاری سی ہی ٲرو تم ٲرو
ٲت اتھا گرا دھی -

(۵) کاری آکسنا اھاسن نا کا آا سیدوئے دیو ٲزن رھ ویتسے -

(۶) رنگھ چی آا ولی مام ٲیکی تیتھلا سی چی گتی سی ہی
ٲرو کیلی تیتھ منی -

(۷) آلاوے یا لاگی آتھا کر سہنتھ مٹھئے ناراوے اگرو
ٲیکی کوتل وازی -

(۸) ناروے کو لی آ ٲیکی ماٹالی اورو وازی یا (۲)

سسیم پھل بھوگلے —

(۹) ہیٹ سری رایا جا پردہاتو سہی ہی پرو وکتی

سزاؤنی چھولیتے چیئے میجی کیتی —

(۱۰) ورمیتھا ملی یا کاتک وازی وکریتا در ماہہ ۱۶۰

نارے کولی آچی —

(۱۱) یے ماتالیٹے وکریتا درم ۴۰ اور وازی آ ۲ وکریتا

دراسا ستے ۲۰۰ —

(۱۲) ہے درام ورت سکوش کولی آٹکھے کرونی سہلی

اگری یاس ماگے او —

(۱۳) قلی کھا آزا سال کوپال وادی چے تلے آتھی آراتا

تو راہا فاهی وازی —

(۱۴) آدا تارین ہیں کرونی جالی یا مہنونی سہلی آگری

یانس تیاتی وی —

(۱۵) کلی تے گنتی کے واسے سوڑاونی سی ہی پرلا کونی

وازی یا ویکلی آھے —

(۱۶) وازی یا کونھی داتارو تھم تھیلیم گنتی کری تر

سہشتم انگری یاہی پوتی —

(۱۷) (کا) راوے ما دھر موسی ہی پرو چاتی تیور سہشتی

انگری یاہی سہاگری پوتی پالاویں —

(۱۸) جہازے آچی جہے تس جے تک آگری ساہی آڑکھے

پاتھے تے توکے آگراس آ پر —

(۱۹) جہازا وے تی روپڑوا وازی سہی ہی پروساسن وی شئے

بھوک باری دھر موساگری پر —

(۲۰) تی پالاوا آکھاتانے پورو دِشے فائوں مہاتارے یاچی

باری اتر دِشے چورتے باری پش —

(۲۱) چم دِشے پاتھی یالا وری دِشے کونشتی یاچی

واری الیئی آکھاتنے چی —

(۲۲) آروی وارتی آھی پالک ورت آکانہا کولی آ پوگودا

آواس دے او —

(۲۳) ویدہ مہتاری یا دچاھرمو دے او وی او مہاتارے

آیا واتھے رے پیکی وا وندے اک گہات —

(۲۴) آلمبے یاری سومہال مہاتارا راتھت ناگ دیو بھای

دار یوم سدے سیٹھی —

(۲۵) ساؤ مہاتارا تادے او کاوندے مہاتارا سود مہاتارا

گورو مہاتارا —

(۲۶) ساچ کار سو صدیو جوتادیو ورے کرو ورت آ سوپل

پاتھلو ناگلا پاتھلو —

(۲۷) وے را کرو ہیچن ۱۸ مگھیہ کرونی سمگری پرتی

پالوین آنہہ پراجین ساکشیتا —

(۲۸) ناگاؤ جھے تی پیکی پتیگو معہد داؤ وار آیا شجی

داؤ وار آیا —

نمونہ ۲ ایک کتبے کی فقل ہے جو ناگاؤں ضلع قلابہ

(جنوب بمبئی) کے مندر بھیہیشور میں کندہ ہے —

اس کا سنہ پہلی ہی سطر میں درج ہے ۔ اور قابل

لاحظا بات یہ ہے کہ اول سنہ ہجری دیا ہے اور اس کے بعد سالباہن کا سنہ (شکے) ہے —

اصل الفاظ یہ ہیں ” ہجرت ۶۹ سکو سہوت (سہت) ۱۲۸۹ “ —

یہ ظاہر ہے کہ ہجری سنہ ۶۹ نہیں ہوسکتا - یا تو اول کا ہندسہ مت گیا ہے یا محض اختصار کے خیال سے سینکڑہ کا ہندسہ چھوڑ دیا گیا ہے جیسے آج کل عام طور پر رواج ہے کہ سنہ ۱۷ ع لکھ دیتے ہیں - اور اس کے قبل بخیاں اختصار ۱۹ کا ہندسہ ترک کر دیتے ہیں —

سالباہن سہت سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ سنہ ۷۶۹ ہجری ہے —

دوسری بات اس میں دیکھنے کے لایق یہ ہے کہ اس مختصر کتبے میں ایک دو فارسی الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں - ایک لفظ تو ” جمعیت “ کا ہے - جو دوبار آیا ہے ، دوسرا لفظ ” ساز کار “ ہے —

تیسری بات یہ ہے کہ اس میں تین مسلمانوں کے نام آئے ہیں - دو تو جمعیت سے تعلق رکھتے ہیں جو غالباً فوجی افسر ہوں گے جن کے نام مسجد داور مسجد شجوار (یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اصل لفظ کیا تھا جسے بگڑ کر شجوار بنا لیا گیا ہے) تیسرا نام شیپرو ہے جو مدارالمہام تھا اور جس کے متعلق کتبہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ ہر چیز کا بیوپار کرتا تھا - اس وقت یہ صعییم

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

طور سے معلوم کرنا مشکل ہے کہ اصل نام کیا تھا۔ اس تعریف سے کہ وہ ہر چیز میں تجارت کرتا تھا اُس کے مسلمان ہونے کا یقین ہوتا ہے اس لئے کہ اس زمانے میں فیز اُس کے بعد بھی اضلاع کوکن و ملا بار میں اس قسم کے تاجر سب عرب مسلمان ہوتے تھے۔ علاوہ اس کے یہ نام آریائی اور دراوڑی زبان کا نہیں معلوم ہوتا — چوتھی بات غور کے قابل یہ ہے کہ سنہ ۶۹ ہجری

عربی الفاظ میں تحریر ہے —

پانچویں بات دیکھنے کی یہ ہے (جیسا کہ اس کتبے سے معلوم ہوتا ہے) کہ اگرچہ اس ریاست کا فرماں روا دولت آباد کے جادھو خاندان کا خود مختار راجہ تھا اور وہاں اسلامی حکومت کا مطلق کوئی اثر نہ تھا، تاہم فارسی الفاظ وہاں بھی پہنچ گئے تھے —

ایکنا تھہ پتن (ضلع اورنگ آباد) کا مشہور شاعر سادھو اور مصلح گزرا ہے۔ اس نے سترھویں صدی کے اوائل میں انتقال کیا۔ اس کے کلام میں سے ذیل میں ایک فرضی عرضداشت کی نقل لکھی جاتی ہے —

अर्जदास्त

अर्जदास्त अर्जदार । बंदगी बंदें नवाज

अलेकें सलाम । साहेबांचे सेवेसी

बंदे शरीराकार । जीवाजी शेखदार

बुघाजी कारकून । प्रगणे शरीराबाद

किल्ले कायापुरी । सरकार साहेबांची

आज्ञा घेऊन स्वार जालों तो प्रगणे मजकुरीं येऊन सरकार काम करावयास लागतो तो. प्रगणे मजकुराचे जमेदार दामाजी सेठ्ये व कामाजी महाजन व मनीराम देशमुख व ममताई देशपांडिण क्रोधाजी नाईकवाडी ऐसे हरामजादे फार ओहित ते सरकार कामाचा कयास चालूं देत नाहींत. दामाजी शेठ्या कचेरीस येऊन जोम धरून बसतो. मनीराम देशमुख आपलें काम परभारें करून घेतो. ममताई देशपांडिण इणे तमाम तफरका केला तो साहेबापासून जरासंध चोपदार आला त्यानें खबर केली कीं मागून यमाजी पंताची तलब होणार. त्यास त्या धास्तीनें तमाम परगणा वीस झाला. वितपशील कलम डोळस वाडीस मात्र कांहीं रुई झुई वस्ती राहिली कानगांव तों बंद जालें. दोन्ही वेशींचीं कवाडे लागलीं. नाकापुरास वहाव सुठले. तोडापुर तो तफरका झालें. दंताळवाडी वीस पडली. दिवे लागणी देखील राहिली नाहीं केसगांवची पांढर जाली शिरापुरचा लोक दरोबस्त थर थरा कांपतो हातगांव कसाल्यांनं जर्जर जालें. त्यांच्यानें आतां कांहीं लावणी होत नाहीं. पायगांवचीं मेढें वसलीं. दोपरपूरची राहिली. चरण गांव चाली सरली. ऐसी परगण्यांत कीर्दी बुडाली. यावर सरकारी काम सुरू करीत होतों तो मयाजी पंताची परवानगी आली कीं, हुजूर येणें. आपणास साहेबाचा आश्रय आहे. एका जनार्दन बंदा । बंदची रेशन होय । हे अर्जदास्त.

عرضداشت

عرضداشت عرضدار بندگی بندہ نواز —

علہکم سلام صاحبانچی سیوے سی بندے شیراکار

جیواجی شیکھدار —

بڈहाجی कार्कन परगنه شیرآباد —

قلعه काया पुरी सरकार صاحبانچی —

अधुना केहान सवार जालों तो परगنه مذکورिन ॱे ओन सरकार

काम करायीस लाकतु तो परगنه मजकुरचे —

سہتئی زبان پر فارسی کا اثر

جمعہ دار داماجی شیتے و کاماجی سہاجن و سنی رام دیسمکھ
و سہتائی دیش پاندین کرو دھاجی
نائک واری ایٹے سے حوام زائے پھار آہیت
تے سرکار کاماچا کیاس چالو دیت ناہیت -
داماجی شے تیتے کچیریس اے اون جوم دھرون بس تو سنی
رام دیش مکھ اپلین

کام پر بھاریں کروں گھے تو مہتائی دیش پاندین ایٹے تمام
تفرقہ کیلا تو صاحبہ پاسون جراسندہ چوبدار آلا تیانے خبر کیلی
کین ماگون یہاجی پنتاچی طلب

ہونار تیس تیا دھاستی نے تمام پورگنہ اوس جھالا بتپشیل
کلم دواس واریس مانر کھیں روئی جوئی وستی راہیلی
کان گاؤں تو بند جالے دونہیہ ویشی چین کواڑیں لاکلی —
ناکہ پوراس وھاؤ سوٹلے ٹوفنداپور تو تفرقہ جھالے دنقال
واری اوس پڑی —

دیوے لاکنی دیکھیل راہلی ناہیں - کیس گاچی پاندھری
جالی شراپورچا لوک درو بست تھر تھرا کا پتو ہات گاؤ
کسالیان جرجر جالے تیاچیا نے آقا کھیں لاؤنی ہوت ناہیں
پاے گاچی سینتھے بسلی تھوپر پورچی

راہیلی چرن گاو چالی سرلی انیسوی پرگنیات کردی بڑالی
یاور سرکاری کام سرورکریٹ ہوتوں تو سیاچی پنتاچی پروانگی
آلی کی حضور اینے آپناس صاحبانچا آشریہ آھے ایک جنار دھن
بندہ بندگی روشن ہوے ہے عرضداشت —

یہ ایک عرضداشت ہے جو روح نے خدا کے نام لکھی اور جس میں - بتایا ہے کہ دنیا میں آکر مجھ پر کیا واردات گزری —

ایکنا تھہ نے اس کا نام ”عرضداشت“ ہی رکھا ہے اور یوں شروع کیا ہے —

”عرضداشت عرض دار‘ بندگی بندہ نواز‘ علیکم سلام“
یہ خاص اسی کے الفاظ ہیں اس کے بعد اصل عرضداشت کا مضمون شروع ہوتا ہے جس میں بہت سے عربی‘ فارسی الفاظ آئے ہیں - مثلاً صاحب‘ بندہ‘ شہکھدار (شقدار) کارکن‘ شریو آباد‘ قلعه کا یا پوری (اضافت ساتھ استعمال کیا گیا ہے) سرکار‘ سوار‘ مذکور‘ زمیندار‘ و‘ حرام زادہ‘ قہاس‘ تہام‘ زبردست‘ تفرقہ‘ چوبدار‘ جز‘ طلب‘ بہ تفصیل کلام‘ دخیل‘ دروبست‘ شروع‘ پروانگی‘ حضور‘ بندگی روشن —

خاتمہ ان الفاظ پر کیا ہے - ”بندگی روشن ہوئی - ہے عرضداشت“ اس ملک میں اب تک سرہتی درخواست کے خاتمہ پر یہ الفاظ لکھی جاتے ہیں —

یہ نمونہ ہے - اس وقت کی سرہتی درخواستوں کا - اس عرضداشت کا سنہ تحریر تقریباً سنہ ۱۵۸۸ ع ہے - تقریباً اسی زمانے کی ایک اور تحریر پیش کی جاتی ہے - یہ ایک خط ہے جو راجہ انکوش راؤ نے سنہ ۱۵۷۶ ع میں اپنے کارکن کو لکھا ہے —

خط

پوش شہے دشمی شکے ۱۴۹۸

از رخت خانہ راجہ شری انکوش راؤ راجہ گوساوی
 بجانب کارکنانی تپ کھیڑ بارے بداند سرو سیت بعین
 و تسع مایہ دیش مکھانی تپ مجکور و انعامتی و ہکلا
 جہاو باجہ انعامتی و سیتے سنبھوجی و بابروچی و دیشکو
 و تپ مجکور بار بھوگوٹے تصرفاتی وزیرانی کار کردی
 در کار کردی پیسجی تا ملک سرک ملک کاسن ملوک
 چالی لے آھے تھسے چال وی نے - ایسی گھرد کھتاچی
 رجا ہوئے معلوم جہالے دیش مکھاچی اسابتی و انعامتی
 و ہک لا جیہا و باجہ انعامتی و سیت سنبھوجی و
 بابروچی و دیس کو تپیے مجکور تھگ کول بھوگوٹے
 تصرفیل تا کار کردی پیسجی و جیرانی چالی لے آھے تینے
 یوسانے چال ویجے اسیلی کھرد کھت دیس مکھا سی اسو دیجے -
 تالیک لے ہون گھایجے مور تپ تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث
 [پویش شہے ۱۴۹۸]

अज रखतखाने राजश्री अंकुशराव राजे गोसावी वजानेवू कारकूनानीतपे
 म्वड बारे बिदानद सुरू सीत सवन व तिसा मया देशमुखानी तपे मजकूर व इना-
 मती व हकलाजिमा व बाजे इनामती व सेते संभूजी व बाब रोजी व देसकु
 तपे मजकूर बार भोगवटे तसरफाती वजिरानी कारकीर्दी दर कारकीर्दी पेसजी
 ता मलिक सर्क मलिक कामन मुलूक चालिले आहे तैसे चालविणें-ऐसी खुर्द
 खताची रजा होय. मालूम जाहाले देशमुखाची इसाबती व इनामती व हक
 लाजिमा व बाजे इनामती व सेत संभूजी व बाबरोजी देसकु तपै मजकूर
 ठाग कौल भोगवटें तसरफील ता । कारकीर्दी पेसजी व जिरानी चालिले ओह
 तेणें प्रमाणें चालविजे. असला खुर्दखत देसमुरवासी असो दीजे. तालीक लिहून
 घेईजे. मार्तब. तारीख ८ माहे सौबाल. सलास.

اس مختصر خط میں مفصلہ ذیل فارسی، عربی، انفاظ استعمال کئے گئے ہیں —

از رخت خانہ، بجانب، کارکنان، تپ کھیتر بارے
(اضافت استعمال کی گئی ہے) بداند، شروع سندہ ست
سبعین و تسع مایۃ، دیشمکہاں (فارسی طریقۂ جمع)
تپ مذکور، انعام، حق لازمہ، بعضے، تصرفات، وزیر، درکار کرد،
پیشگی، ملک، ملک، خورد خط، رضا، معلوم، اصابت، قول،
اصل، تعلیق، مرتب، تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

اس میں صرف چند مرہٹھی الفاظ ہیں باقی سارا خط
فارسی، عربی الفاظ سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے علاوہ طرز
تحریر فارسی ہے اور بعض جگہ مرہٹھی میں فارسی محاورات کا
لفظی ترجمہ ہے —

سترھویں صدی کی ایک تاریخی اور دلچسپ تحریر
اس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ یہ ایک خط ہے جو ملک علی
نے شاہ جی (والد شیواجی) کے پروہت داسودھر بہت
بن ناراین بہت اور اس کے بھائی راسیشور بہت کو عطا
جاگیر کے متعلق لکھا ہے۔ سنہ تحریر سنہ ۱۶۱۸ ع ہے۔
اصل سنہ جو اس خط میں درج ہے وہ ہجری ہے اور
دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اصل عربی الفاظ کو مرہٹھی
حروف میں لکھا ہے۔ یعنی ” تسع عشر الف - ۲۰ شوال“

इ. स. १६१८ चा एक लेख.

अज दीवाणें रख्तखाने खास बेजानभू कारकुनानी व देस मुखानी पा ॥
पुणें व मुकसाई यानी व हुदेदानी अजहली मुकासाई हाल व इस्तकवाल व

मोकदमानी मौजे देउलगो नजदीक आलेगौ कर्पाती पाटस पा ॥ मजकूर बिदा-
नद सु॥ सन तिसा असर अलफ दामोदर भट बिन नारायण भट व रामेश्वर भट
बिन नारायण भट साकिन आखी मुद्रल बंदगीहजरती मालूम केलें जे, आपणी-
यासी इनाम जमीन सेत खुद खासा दोरी सवादरसवाद मौजे देउलगौ नज-
दीक आलेगौ कार्याती पाटस परगणें मजकूर वा ॥ हुजती हैबतखान सलास
अलफ आहे. येणें प्रमाणें फर्मान करून देणें म्हणून रोखा ममलकत मदारी
मलकंवर एकंदर इनामदागनी तिसा असर अलफ छ २० माहे सौवाल आहे फर्मान
मन्हामती होये मालुम जालें-वा ई आ॥ ती दिवाण खासा वराय ई रुके ७ देवविले
दामोदरभट बिन नारायणभट व रामेश्वरभट बिन नारायणभट साकिन आरबी
मुद्रल. यासी इनाम जमीन सेत खुद खासा दोरी सवादरसवाद मौजे देउलगौ
न ॥ आलेगौ कर्पाती पाटस पा मजकूर वा हुजती हैबतीहबतखान सलास
अलफ दिश्ले आहे-तेणें प्रमाणें करार केले असे त ॥ सवा असर अलफ असा
भोगवटा व तसरुफाती चालत असेल तेणें प्रमाणें दुभाला कीजे दर हर साल
फरमानाचा उजर न कीजे. तालीक धेउन असली फिरावून दीजे. वा रोखा
म॥ म॥ मलकंवर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० सावाल पा
दामोदर भट व रामेश्वर भट सेत दोरी सवा वा सवाद दफतर यास मार्तब सूद

یہ خط شروع سے آخر تک فارسی الفاظ سے بھرا ہوا ہے اور اس میں فارسی مرہٹی الفاظ کا تناسب (قطع نظر اعلام کے) یہ ہے —

فارسی الفاظ ۱۲۷

مرہتی ۳۸

فارسی الفاظ کے فیچے امتیاز کے لئے خط کوہینچ دیا گیا ہے —

ہم اس خط کو فارسی حروف میں لکھتے ہیں اور
مرہٹی الفاظ کو قوسین کے اندر دکھاتے ہیں ۔ اس سے
صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ اس ایک خط میں کس قدر فارسی
الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے ۔

از دیوان رخت خانہ خاص بجانب کارکنان و دیسہکمان
پرگنہ پونا مقاسائیان و عہدہ داران از ہتی حال و استقبال
و مقدمان موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے گٹو) قریاتی
(پائس پائیل) مذکور بدافد - شروع سنہ تسع عشرالف
دامو دھر بہت بن ناراین بہت ورامیشور بن ناراین
بہت ساکن اردی مدگل بلدگی حضرتی معلوم (کیلے زے
آپن یاسی) انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ دوری
سوا در سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے گٹو)
قریاتی (پائس) پرگنہ مذکور بدل حاجتی ہیبت خان
ثلاث الف (آہے مینے پرمانے) فرمان (کروں دینے منہوں)
روخا مہلکت مدار ملک عنبر (ایک اندر) افعام داران
تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال (آہے) فرمان مرحمتی
(ہوئے) معلوم (جہالے) بدل انعام (اکا رتی)
دیوان خاصہ برائے رقعہ (ساتھ دی دے)
دامو دھر بہت بن ناراین بہت و رایشور بہت بن ناراین
بہت ساکن اردی مدگل انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ
دوری سواد سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آئے گٹو)

सुहृत्ती रुबान पर फारसी का अर

कुरियाती (पात्स) पर कने मङ्कुर बदल ह्येयी ह्येयत खान
 ثلاث الف (دهله آه तेने परमाने) قرار (किले आसे ते) سبع عشر الف
 (जेसा बेहुक वता) و تصرفاتی (چالत اسپیل तेने परमाने)
 د نهاله (کیڑے) در هر سال فرمان (چا) عذر نه کیڑے -
 تعلیق ' (کهیوں) اصلی (پهراون دیڑے) بدل رخا مङ्कुर
 ملک عنبر (اک اندر) انعامدارانی تسع عشر الف ۲۰ ماه شوال
 (پرمانे) دامو دهر بهت و رایشور بهت (سبت دوری سوابدل
 سواد دفتر (باس) مرتب سد —

ذیل میں ایک اور خط نقل کیا جاتا ہے جو دیانت راو
 وزیر مال سلطان علی عادل شاہ نے نیلو سوندیو سوز مدار
 (معتمد مالگذاری) شیواجی مہاراج کو لکھا ہے -
 سنہ تحریر سنہ ۱۶۵۶ ع ہے —

श्री

१६५६ ई. स.

अखंडित लक्ष्मीप्रसन्न परोपकार मूर्ति राजमान्य राज श्री निलोपंत गोसावी यास-
 ॥ छ सेवकें दियानतराऊ नमस्कार विनंति उपरि -- मौजे उझाडें किल्ले बंदन
 माहताजी गांव चालत असतां सांप्रत नुर खानास खा जालाह होता -- यावरी
 हुजूर मालूम होऊन माहालीचे देहे माहालास मोककर केले असे तरी मौजे मा ॥
 किल्लेचे किल्लेस दुंबला केले पाहिजे - पहिलें नूरखानाचे विषयी लिहिलें होतें.
 यावरी न च जा तो किल्ले मजकूरास दुंबला करणें पुढें नूरखानाचे विषयी
 लिहिलेया त्यास दुंबला न करणें माहताजी गावा विषयी विनाजी - कोन्हेरीपंत
 सांगतील त्या सारखें पारपत्य देखील [केलें] पाहिजे. किल्ले बंदन आमचें
 बतनस्थल ओहे -- त्याचें मदत्त करावयास अंतर पडो न देणें बहुत लिहिणें
 नलगे [मोर्तब सूद]

سری

اکھلتیت لکشمی پرسن پروپ کارسورتی راج سانہیر راجہ
 سری فیلاو پنت کوساوی یاس سیوکے دیانت راؤ نہسکار ولفتی
 اوپری موچے اوجاتے کلے بندن مہاتاجی گاو چالت
 آستا سام پرت نورخاناس کھاجالاہ ہوتا یادری حصور معلوم
 ہو اُون مہالی چے دیہے مہالاس مکرر کیلے قری آسے موچے ما
 کلے چے کلیمس دنبالہ کیلے پاہیچے - پہلے نورخاناچے ویشٹین
 لہی لے ہوتے یادری نیچ جاتو کلے سبکوراس دنبالہ کرنے
 پورھے نورخانا چے ویشٹین لہی لے یا تپاس دنبالہ
 نہ کرنے مہاتاجی گاوا ویشٹین و ناجی کونہیری پنت
 سانگتیل - تیا سارکھے پار پتییے دیکھیل کیلے پاہیچے
 کلے بندن آسچے وتن ستھل آھے - تیاچے مدت کرایاس
 انتر پڑو نہ دینے بہوت لہی نے نہ لگے مرتب سی -

اس خط سے یہ معلوم ہوگا کہ مرہٹی طرز تحریر
 میں ایک نئی تبدیلی واقع ہوئی ہے - اب تک فارسی
 الفاظ اور جہلے بعینہ مرہٹی زبان میں استعمال ہوتے تھے -
 لیکن اس خط کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ فارسی عربی
 الفاظ کا استعمال کچھ کم ہوتا جاتا ہے - لیکن فارسی
 معاورات اور جہلوں کا لفظی ترجمہ مرہٹی زبان میں
 شروع ہو گیا ہے - اور گو الفاظ مرہٹی ہیں مگر طرز

۳۶ سرھتی زبان پر فارسی کا اثر

تحریر اور اسلوب بیان میں فارسی زبان کا رنگ صاف نظر آتا ہے ۔ مثلاً

” اکھت لکشمی پر سن “

अखण्डित लक्ष्मी प्रसन्न

دام دولته کا لفظی ترجمہ ہے —

” پرو پکار مورتی “

परोपकारमूर्ति

احسان مجسم کا ترجمہ ہے۔

” سیوک “

सेवक

بندہ کا ترجمہ ہے ۔

” موضع اُجھار تا “

اور قلعه دندان یہ دونوں اضافت

کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں —

” معلوم ہوؤں “

اور ” مقرر کے لے “

یہ معلوم شد اور

مقرر کرد کا لفظی ترجمہ ہے —

خط کا خاتمہ فارسی کے ان الفاظ کے ترجمہ پر ہوا

ہے ” زیادہ چہ نویدسم “

یہ جہلہ اس وقت سے اب تک

سرھتی خطوں کے آخر میں استعمال ہوتا ہے —

نقل خط شیواجی مہاراج

श्री

२६ जूलाई १६७७

खास्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल संवत्सरे श्रावण शु ॥ ७ सप्तमी गुरुवारे क्षत्रिय कुलावतंस श्रीराजा शिवछत्रपति यांसी यशवंतराज शाहजी कदम नाम- जादकोट बाळगुडानूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे :-

कोट मजकूरीं इसमें नामजाद आहे व एक जिनस ही शिल्क थोडा बहुत आहे- एसियासी त्याच्या लिहिणियासी लिहणार पाहिजे म्हणून त्यावरी तामाजी नारा- यण यासी जमा करून पाठविलें आहे. तैनात दरमाहे हौंन प्रार ३ तीन रास केले असेत, इ॥ प्रो पासून बजावाटा उखेटी प्रो वजा करून बाकी बेरीज माहे

در ماہے آداا کریت جاڻے، آاڻی تیاچے ھوئے کھڑ مڙکوری لھلھڻیاڻے کام
ڀت جاڻے—آاڻی کاڱد باو لھلھڻیاڻا فک دت جاڻے مڙرا اسے لھ لھ نھما.

{	بھی شېو چرڻی تھپر	}	مرداڻے
{	بھبک سوت مورهھر	}	ویراڙتے

سری

سوستی سری راجیا بھیشک شک ۴ پنکگل سنوت سرے
سراون شدے (۷) سہتی کرو وارے کشتریہ گلا
وتس سری راجہ شیو چھترپتی یانسی ایشونت راؤ شاہ جی
کدم نام زاک کوٹ بال گوتا نور یاسی ادفا کیلی لے سی ہے
کوٹ مہکوری ہسے نام زاک آہے و ایک جنس ہی
شاک تھوڑا بھوت آہے یسی یاسی تیا چیا لیہی فی یاسی
لیہی نار پاھیہے منھون تیاوری تیما جی نارائن یاسی جہا
کروں پاٹھوی لے آہے تیڈات در ماہے ھوں پرار (۳) راس
کیلے اسیت ای پومانے پاسوں بجا واٹا او کھیتی پرمانے
وجا کردن باکی بیرج ماہے در ماہے ادا کریت جانے آئی
تیاچے ھوتیں گٹ مہکوری لیہی فی یاچے کام گھیت جانے
آئی کاگد باب لیہی فی یا ماہک دیت جانے مہورا اسے لیکھ نسیمہا

(سری شیو چرنی تھپر) سر یاد گئی

(قر بک سوت سوریشور) وراڙتے

یہ خط شیوا جی مہاراج نے ۲۶ جولائی سنہ ۱۶۷۷ ع

میں اپنے ایک سردار ایشونت راؤ شاہ جی کدم کے نام

سرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

لکھا ہے۔ یہ خاص طور پر قابل توجہ اور قابل لحاظ ہے پہلے ذکر آچکا ہے کہ شیواجی مہاراج نے فرمان جاری کیا تھا کہ فارسی عربی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ اور لغت بھی اس غرض سے تیار کی گئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ مروجہ کے بجائے سنسکرت الفاظ بنائے جائیں۔ یہ خط شیواجی مہاراج کی وفات سے دو تھائی سال قبل کا ہے لیکن باوجود اس احتیاط اور احتراز کے اس چار سطر کے مختصر سے خط میں مغلصہ ذیل الفاظ عربی فارسی کے استعمال کئے گئے ہیں —

- (۱) مذکور (۲) حشم (۳) فامزد (۴) جنس
- (۵) سلک (۶) جمع (۷) تعینات (۸) در ماہ (۹) راس
- (۱۰) وضع (۱۱) باقی (۱۲) ماہ در ماہ (۱۳) ادا (کرنا)
- (۱۴) کاغذ (۱۵) باب (۱۶) موافق (۱۷) مجرا —

قطع نظر اس کے ایک قابل غور امر یہ ہے کہ ان فارسی عربی الفاظ کے علاوہ جو عبارت اس خط میں مندرج ہے وہ فارسی طرز تحریر کی نقل ہے۔ اور فارسی کے جملوں اور محاورات کا لفظی ترجمہ ہے۔ مثلاً خط کے عنوان کا ترجمہ یہ ہے —

”سن جلوس ۴۔ ساون تاریخ ۷۔ روز پنجشنبہ۔
فخر خاندان چہتریناں شری راجہ شیو چہتر پتی (شہنشاہ)

ایشونت راؤ شاہ جی کدم نامزد قلعه دال کذا نور حکم
فرمود کہ —

خاتہہ پر جو سہر ہے اس کے الفاظ بھی فارسی سہروں
کی نقل ہیں —

نقل خط کویندہ راؤ کالے (وکیل پیشوا بہ دربار
حیدر آباد) موسومہ نانا فر نويس مورخہ ۱۷ جولائی سنہ
۱۷۹۵ م

۱۷ جولائی ۱۷۹۵ء ع. س.

श्री
विनंति बिज्ञापता मूसा रेमू आपले जमयत व तोपखान्या सुद्धा संगारडी पेठेस
गेले. संगारडी भागानगराहून १८ कोस आहे. त्यास मूसा मजकूर यानी पेठेस
मौचें लावून तोफाची मारगिरी करून पेठ घेतली. हिकडाल लोक फार जाया
झाले. पेठेंत वस्ती नव्हती प्यादे मात्र होते ते निघून गेले. सांप्रत मागाहून
अजम साहेब व घासिमिया यांस जमियत सुद्धा रवाना केलें त्यास अवघे मिळून
सध्या पांचशेंस्वार आहेत. त्यास पांच सात दिवस दरगाजवळ भागानगराहून दोन
कोसावर मुक्काम होता. रात्र दिवस चौकी पहार हुशारीनें होते. प्रास्तुत दरगाहा
वरून कुच करून पुढे संगारडी पेठेचे सुमारें गेले कोणें ही प्रकारें मुसारेमे यास
जाऊन मिळावें. नाहीं तर शिंदी अबदुल्लाखान ठार झाले. लोक गारत होऊन
राहिले. ते परागंदा झाले जखमी अद्यापि येथें येतात. सांप्रत वर्तमान की बेद-
रचा किल्ला घेतल्यानंतर सदाशिव रड्डी आपले जमियत सुद्धा लागभाग पाहून
गायब आहे. ण छ २९ जिल्हेज हे बिज्ञापना

سری

ونفتی وہ دنیا پتا موسا ریمو آپلے جمیت و توپ کھانیاں
سدھا سنگارتی پیٹھیس کیلے - سنگارتی بھاگا نگرا ہون

۱۸ کوس آھے۔ قیاس موسا معکور یا نی پیٹھیس مورچے
لا اُون توپھا مار گری کروں پیٹھ گھیتلی۔ ہکڑیل لوگ پھار
جایا جہالے پیٹھیت وستی نہوتی پیادے ماتر ہوتے تے
نگھون کیلے سامپرت ماکا ہون اجم صاحب و گھانسی میان
موسا ریہو یاس جہیت سدھا روا نا کیلے قیاس اوگھے ملون سدھیا
۵ شے سوار آھے قیاس ۵ - ۷ دیوس درگاہ جوں بھاگا
نگرا ہون۔ دون کوسا ور مکام ہوتا۔ راترا دیوس چوکی
پھارا ہشیاری نے ہوتے پرس توت درگاہ ورون کوچ کروں
پورھے سنگارتی پیٹھے چے سمارے کیلے کو نے ہی پرکارے
یاس جاؤن میلارے۔ نا ہی تر شدی عبد اللہ خاں تھار
جہالے۔ لوک گارت ہو اون راہیلے تے پراگندہ جہالے جکھی
ادیابی ایتھے ایتات سامپرت ورتھان کی بیدر چاکلا گھیتلا ننتور
سدا شیور تی آپلے جہیت سدھا لاگ بھاگ پاہون غائب آھے۔
سنہ۔ چھہ۔ ۲۹ ذال الحج ہے ودنیا پنا:۔

اس خط میں تاریخ ہلالی عربی الفاظ میں لکھی ہوئی
ہے۔ سنہ ۱۸۴۸ ع تک سنہ و تاریخ تمام سرہتی خطوط
و فرامین میں ہجری اور عربی الفاظ میں لکھے جاتے تھے۔
اس خط سے ایک امر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ
اٹھارویں صدی میں فارسی عربی الفاظ بلا تکلف استعمال
ہوتے تھے، مگر پہلے کی نسبت کم ہو گئے تھے۔ چنا نچہ

اس خط میں فارسی عربی الفاظ کی تعداد (۲۸) ہے اور مرہٹی الفاظ کی تعداد (۸۴) ہے اور تقریباً یہی تناسب مرہٹی اور فارسی الفاظ کا اب تک مرہٹی زبان میں پایا جاتا ہے —

اب میں اُن اثرات کا ذکر کرتا ہوں جو فارسی نے مرہٹی زبان کی صورت و نحو پر ڈالے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فارسی کا اثر محض اسما و صفات تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ زبان کے بنیادی عنصر تک پہنچ گیا تھا اور یہ اثر ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ دکن کی اسلامی حکومت میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات کس قدر گہرے تھے —

(۱) تمام ہندی زبانوں میں صفت اسم کے پہلے آتی ہے جیسے اچھا آدمی، شیر لڑکا۔ مرہٹی میں بھی یہی ہوتا ہے لیکن فارسی کے اثر سے بعض اوقات صفت اسم کے بعد آتی ہے۔ اس کا استعمال خاص کر سرکاری اور دفتری تحریرات میں زیادہ ہوتا تھا۔ مثلاً

اسم مذکور	ہسم مہکڑ
پندت شارنلے (مشار الیہ)	پاندیت مہشار نیلے
راؤ اعظم	راہ اجسم
سال گذست (سال گزشتہ)	سال گودست

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

انگریز وزارت مآب کانیکوار

شمشیر بہادر

کمپنی بہادر

(بزرگ) بڑگاؤں بدرک

وطن دروبست

ایشتر پھاگڑا

پندت پندت پردہاں

برگاؤں خورد

आंग्रे वजारत माआब गाइकवाद

शमशेरबहादुर

कंपनी बहादर

बडगांव बुद्रक

वतन दरोबस्त

इष्टुर फाकडा

पंडित पंत प्रधान

बडगांव खुर्द

اگرچہ اوپر کی مثالوں میں اکثر فارسی و عربی کے صفات ہیں لیکن وہ مرہٹی اسما کے ساتھ مل کر استعمال ہوئی ہیں اور اُس کے تتبع میں بعض مرہٹی صفات بھی اسم کے آخر میں استعمال ہونے لگیں۔

جب اس قسم کے اسما کے ساتھ جو صفات کے اول آئے ہیں اُن اسما کی حالت بتانے کے لئے کوئی علامت لگائی جاتی ہے تو وہ بھی باتباع فارسی صفت کے آخر میں آتی ہے نہ کہ اسم کے آخر میں۔

شکندر سانیلا سکندر ثانی لا (لا علامت مفعول

بمعنی کو)

راؤ بہادر انا (نا علامت مفعول

راو بھادورانا

بمعنی کو)

پندت مشار فلہوس (ہیس علامت) پانڈیت مشار نیرہس

مفعول بمعنی کو

(۲) کسی ہندی زبان میں اضافت نہیں ہے۔ لیکن فارسی کے اثر سے سرہٹی میں بھی بعض الفاظ کے ساتھ اضافت کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ استعمال بھی زیادہ تر سرکاری اور دفتری تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً:

قلعہ راءے گڑ کلیلے راہیگاد

بندر دا بھول بندر دامبول

شہر پونہ شہر پونے

علاقہ بہبئی ہلاخوا مہبئی

ضلع قلابہ جیلہا کولابا

صوبہ گلبرگہ سوبا گولبرگہ

یہاں بھی حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ کی علامت

آخری لفظ کے سانہ آئے گی۔ مثلاً:

قلعہ رائے گڑاس کلیلے راہیگاداس

بندر دا بھولاس بندر دامبولاس

(۳) سرہٹی میں حالت مفعولی کی علامت لا (لا)

ہے جیسے رام لا (یعنی رام را)

یہ درحقیقت فارسی لفظ را ہے۔ ر اور ل کا بدل

عموماً ہر زبان میں پایا جاتا ہے اس لئے اغلب یہی ہے

کہ فارسی کا را سرہٹی کا لا ہو گیا۔ اس کا ایک بڑا

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ثبوت یہ ہے کہ قدیم مرہٹی میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا اس کا استعمال علاقہ گہات ما تھا یعنی اضلاع پونا، ستارا، احمد نگر و شولا پور میں ستر اسی برس قبل بہت زیادہ تھا، اور یہ مسلم کہ کوکن پر اسلامی حکومت، رسم و رواج، اوضاع و اطوار اور زبان کا اثر بہ نسبت دوسرے اضلاع مرہٹواری کے بہت کم ہوا۔

فارسی کا یہ حیرت انگیز اور عجیب اثر ہے کہ اُس نے اپنی علامت مفعولی کو مرہٹی میں داخل کر دیا۔ حالانکہ مرہٹی میں اس کے لئے دوسری علامتیں بھی موجود تھیں۔

(۴) فارسی کے بعض حروف جار بھی مرہٹی میں بلا تکلف استعمال ہوتے ہیں اور مستند اور فصیح افشا پرداز انہیں اسی طرح استعمال کرتے ہیں جیسے مرہٹی حروف جار کو مثلاً۔

در (در دیوس، در روز) در دیوس، در روز

(در روشی)

در مرہٹی میں وہی معنی دیتا ہے جو فارسی ہر

دے کھیل یعنی دھیل۔ یہ देखیل

مرہٹی میں بطور حرف

جار آتا ہے اور اس کے

معنی بھی کے آتے ہیں۔

تے (فارسی تا) چالیس تے

چالیس ते पचास

پناس یعنی چالیس تا پچاس

تلجا پور تے عثمان آباد

तुलजापुर ते उस्मानाबाद

بعد از - بعد از بوسات

बादज बरसात

(قدیم سرہتی)

از - از رخصت خانہ

अज रख्तखाने

بعض فارسی حروف جار سرہتی میں اسم متعلق کے بعد

آتے ہیں اُردو میں بھی اُن کا استعمال اسی طرح ہے۔ مثلاً

بہل بدل ऐवजी عوض بروبر برابر بروبر शिवाय سوائے

نزدیک نزدیک नजीक نزدیک नजीक نزدیک नजीक نزدیک

تحت کا لفظ سرہتی میں بطور حوت جار تا (تک)

کے معنوں میں زور پیدا کرنے کے لئے آتا ہے یعنی

पर्यंत पार्लमेंट पासून कलेक्टर कलेक्टर -

ان مثالوں میں اگر تحت کا لفظ استعمال نہ بھی کیا جائے

تو مضائقہ نہیں۔ یہ حوت تک (تا) کے معنوں میں زور

پیدا کر دیتا ہے —

(۵) فارسی کے اکثر حروف عطف بھی سرہتی میں

استعمال ہوتے ہیں۔ ایک دو ایسے بھی ہیں جو قدیم

سرہتی میں استعمال ہوتے تھے مگر اب متروک ہو گئے

ہیں۔ جیسے :

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ب (و) مگر (اگر) بکرے (بلکہ) یا (یا)
 باقی (باقی) چنانچہ (سبب) لیکن (لیکن) وغیرہ
 کی فارسی (کہ) کات بیانہ ہے۔ باقی مرہٹی میں
 حوت عطف کا بھی کام دیتا ہے —

(چنانچہ) قدیم مرہٹی ہے —

سبب بھی (بہ معنی لہذا) قدیم مرہٹی ہے —

لیکن بھی قدیم مرہٹی ہے —

(۶) فارسی حروٹ فجائیہ بھی مرہٹی زبان میں بکثرت
 مستعمل ہیں مثال کے طور پر چند لکھے جاتے ہیں۔
 بھ ہاں ازلت الہت (الہتہ) بھشک بھشک بلاشک
 سھو پ (خوب) واہ واہ واہ واہ افسوس افسوس
 ہاے ہاے ہاے ہاے خبردار خبردار سھو پ (خوب)
 شاہشاہ

افسوس - آج کل اس کا استعمال بہت کم ہوتا ہے —

(۷) فارسی کے بہت سے متعلقات فعل بجنسہ مرہٹی میں
 مستعمل ہوتے ہیں بعض الفاظ میں لہجے ارر تلفظ کی وجہ
 سے خفیف سا تغیر ہو گیا ہے مثلاً چند الفاظ نیچے لکھے جاتے ہیں
 ہمیش ہمیش ہرہمیش بیلکول وارنوار وارنوار
 ہرہمیش ہرہمیش بہتر بہتر بیلکول جلد جلد مشکل
 ابلہدا ابلہدا وغیرہ پشتر پشتر واپس واپس تمام تمام
 گدستا گدستا گل یندا یندا ایکٹا ایکٹا دکتا دکتا اول

دو اوم دو اوم سیم سیم سیل دیکھیل

ہمیش یعنی ہمیشہ ہر ہمیش ، معض زور دینے کے لئے آتا ہے ، وارم وار ، وار ، بار سے ہے اور بارم بار سے مطلب بار بار سے ہے —

چھان عربی کا شان ہے —

یئدہ کے معنی مرہٹی میں امسال کے ہیں ۔ یہ لفظ غالباً فارسی کے لفظ آئیندہ کا بگاڑ ہے اور معنی بجائے مستقبل کے حال کے ہو گئے ہیں —
گذشتہ یعنی گذشتہ —

ایکتا فارسی کا یکتا ۔ اس کے معنی مرہٹی میں تنہا اور اکیلے کے ہیں یعنی یکہ و تنہا —
دکتا فارسی دوتا —

دیکھیل عربی لفظ دخیل ہے ۔ مرہٹی میں اس کے معنی بھی یا نیز کے ہیں ۔ چوں کہ بھی کے آئے سے ایک شے کے ساتھ دوسری شے بھی داخل ہو جاتی ہے اس لئے اس کے یہ معنی قرار پا گئے —

(۸) فارسی کے بعض ضائے یا صفات ضمیری بھی مرہٹی میں استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً

خود خود

فلانا (فلاں) فلالا

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

हर हर

हर एक हर یک وغیرہ

(۹) جس طرح فارسی میں اسمائے آخر میں (ی) بڑھا دینے سے صفات بن جاتی ہیں اسی طرح سرہتی میں (ی) کے اضافہ سے صفات بنائی جاتی ہیں۔ یہ قاعدہ بھی فارسی سے لیا گیا ہے۔ جیسے

ढोंगर टोंگری (پہاڑی) दगड़ी टोंगरी (پتھریلا)
तोंड़ी टोंटरी (زبانی)

(۱۰) فارسی میں یہ قاعدہ ہے کہ اسم یا صفات کے آخر (ی) لگا کر اسمائے کیفیت (یا حاصل مصدر) بنا لیتے ہیں یہی طریقہ فارسی سے سرہتی میں پہنچا ہے۔ اور سرہتی الفاظ کے آخر میں بھی (ی) بڑھا کر اسمائے کھفیت بنائے جاتے ہیں غیر زبان کے لفظ کے ساتھ بھی جو سرہتی میں مستعمل ہیں، یہی عمل ہوتا ہے۔ مثلاً

बैद्यकी वेद्यकी मास्त्री मास्त्री मास्त्री मास्त्री मास्त्री
बहादरी भैत्री भैत्री साक्षी साक्षी साक्षी साक्षी
कारागिरी कारागरी (کاریگری)

(۱۱) بعض اوقات سرہتی میں اسمائے کیفیت بنانے کے لئے کی یا کی اسم ہام کے آخر میں اضافہ کرتے ہیں فارسی میں اس غرض کے لئے علامت کی صورت انہیں

اسما یا صفات کے آخر بڑھائی جاتی ہے جن کے آخر ہوتی
ہے جیسے بندہ سے بلندگی، بیچارہ سے بیچارگی، لیکن
مرہٹی میں اس کی کوئی قید نہیں۔ مثلاً :

کھارکی پھوشارکی شاہاسکی شاہاسکی دین کی
پاٹیلکی پاتیلگی ماہارکی ماہارکی بیداگی ماسترکی ماسترکی
پوٹگی نیمکی (نیم سے) پاو کی وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲) بعض اوقات فارسی ہلامات دار، باز، خور،
کار، گری، جی یا چی، داں یا دانی، خانہ، باد، وار، مرہٹی
کے الفاظ کے آخر میں بڑھائی جاتی ہیں اور وہی کام
دیتی ہیں جو فارسی میں مثلاً :

دار دار دلددار دلدار تجلدار تجیلدار ایتدار
دومدار تم دار پیلدار

باز (باج) چنباژ کھنباژ کھنباژ کھنباژ
کایدے باز ایت باز کھنباژ کھنباژ

خور خور بجاتخور بذات خور شہکخور شہکخور
ادھل خور چھاڈخور آرخور ہانڈخور

گار گار کرتبگار کرتب گار کامگار کامگار پالیگار
ماہت گار ماہتگار

گری گری نٹہبہگری نٹوے گری فسبہگری
مار گری مار گری گلام گری

جو (جی) گھڑیاں جی بڈیال جی

دان یا دانی چھا دانی چھا دانی مچھر دان مچھر دان

دیپ دان دیپ دان پاندان پاندان

خانہ، بھوت خانہ بھوت خانہ ہتی خانہ ہتی خانہ رتھ خانہ رتھ خانہ

وار وار تھانے وار ٹاٹھار وار ٹاٹھار وار ٹاٹھار وار ٹاٹھار

مہینے وار مہینے وار

حالاں کہ سائشی کے معنی گواہ کے ہیں لیکن اس کے

ساتھ دار کا لفظ بھی لگا دیا گیا ہے یہ عموماً انگریزی

اور پرتگالی الفاظ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے :

کنٹراٹ دار (یعنی ٹوٹکے دار) پکار دار پکار دار

(تلخوار دار) —

(۱۳) جس طرح فارسی میں ایک لفظ کا تکرار درمیانی

الف وصل کے ساتھ ہوتا ہے اور اس سے ایک خاص

معنی پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح مرہٹی میں بھی

استعمال بکثرت جاری ہے اور یقیناً فارسی سے لیا

کیا ہے ۔ مثلاً :

توٹا توٹ توٹا توٹ ہانکا ہانکا ہانکا ہانکا مارا مار مارا مارا

ٹھوکا ٹھوک ٹھوکا ٹھوک ٹھوکا ٹھوک ٹھوکا ٹھوک

یہ الفاظ جن کے ساتھ درمیانی الف وصل واقع ہوتا

ہے عموماً دو حرفی سہ حرفی ہوتے ہیں —

(۱۴) بہت سے الفاظ مرہٹی میں ایسے ہیں جو دو لفظوں

سا فرق پیدا ہو گیا ہے ۔ مثلاً :

کم کم قوت کم عقل بے عقل (بلا شک)
کم کم قوت کم عقل بے عقل ، کمبختی نالایق بے مان
(بے ایمان) گہرے غور و اجہی وغیرہ —

(۱۶) مرہٹی میں بعض الفاظ ایسے بھی پائے جاتے ہیں
کہ فارسی لفظ کے آخر میں سنسکرت علامت وفت یا
وان لگادی گئی ہے ۔ مثلاً

نشیبوان نصیب وان عقل وان دولتوان دولت وان
गरजवंत गरज वंत عقل वंत किमतवान قیمت وان
عقل مند کے معنی فارسی میں عقل والے کے آتے ہیں
لیکن مرہٹی میں اس شخص کو کہتے ہیں جس میں
عقل کم ہو یہاں غالباً مند وہی لفظ ہے جو ہندی
میں مندا ہے —

(۱۷) اسی طرح سے مرہٹی علامت شیر یا وائک فارسی
عربی الفاظ کے آخر میں آتی ہے ۔ مثلاً :
तन्हेवाईक टांक (عجیب و غریب) مزے شیر (مزیدار)
होवा شیر (ہوا دار) قاعدے شیر —

(۱۸) اسی طور پر فارسی الفاظ کے آخر میں اسم کیفیت
بنانے کے لئے مرہٹی علامت پنا لگا دیتے ہیں جیسے :
पाचो पना ' سفید پنا ' نرم پنا وغیرہ —

(۱۹) سنسکرت میں ता بمعنی پن یا पना आता ہے مرہٹی

میں فارسی صفت کہتر کے آخر میں تا لگا کر اسم کیفیت کے معنی پیدا کئے گئے ہیں جس کے معنی کہی کے ہیں۔ مگر اس کی کوئی اور مثال مرہٹی میں نہیں ملتی —

(۲۰) مرہٹی میں کثرت سے ایسے مرکب الفاظ پائے جاتے ہیں جن میں ایک لفظ فارسی عربی ہے۔ اور دوسرا مرہٹی مثال کے طور پر چند الفاظ ذیل میں لکھ جاتے ہیں —

چار خرچ ، نظر چوک ، بازار بھاؤ ، انگ زور ، عقل تارو ،
ازماس پتوک (بھمنی بعت - ازماس آزمائش کا بگاڑ ہے) انگ
معدت ، قاعدے پندت ، چور گشت ، رنگ مہل ، راج
رستہ ، نکدی (نقدی) مال ، جنگم جندگی (مال منقولہ
جندگی یعنی زندگی) زمیں ! تپن ، جن جاہریا جگ
جاہر (جاہر یعنی ظاہر) —

(۲۱) علاوہ اس کے کثرت سے ایسے فارسی مرکب الفاظ مرہٹی میں پائے جاتے ہیں جو خاص اغراض و معانی کے لئے مرہٹہ اہل زبان نے وضع کئے ہیں اور فارسی میں ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتے وہ صورت مرہٹی کے لئے مخصوص ہیں —

ذیل میں کچھ الفاظ اس قسم کے لکھ جاتے ہیں —
زمین سر رشتہ یعنی (زمین کا لگان)۔ قرض بازاری

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

(جس پر بازار میں ہر جگہ قرض ہے) کلم قسائی (یعنی قلم سے دوسروں پر ظلم کرنے والا) - کلم بہادر - کاغذی جوان (دبلا پتلا) - خریدی خط (دستاویز خرید) - زمین کتبہ (دستاویز زمین) - سرکار جمع (سوکار میں ضبط) بازار ہنگامہ (بیکار لوگ - جو لڑائی کے کام کے نہیں) غیر مروجی (غیر مرضی بمعنی خفگی) - کچھ دلال (قضیہ دلال بمعنی لڑاکا ، جو ہر ایک سے لڑتا ہے) — (۲۲) بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں جن میں ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا مرہٹی مگر ایک دوسرے کے مترادف ہیں اس قسم کے الفاظ کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں - مثلاً :

علاج اُپاے ، کات کسر ، کوت قلعہ ، خط پتر ، خبر باتھی ، گلی کوچہ ، کھیل تماشہ ، چیز بست ، توند زبانی ، تھانگ پتا ، دانہ غلہ ، دولت سہپتی ، دھن دولت ، دھندا روزگار ، فیاض انصاف ، پرانت ملک ، پاندرا سفید ، پیٹولا زرد ، فوج شبندی ، بل زور ، بازار ہات ، بھیڑ روت ، بھیٹ ملاکھت (ملاقات) ، سرد مانوس (بہادر آدمی) ، مگن مست ، معمول وہیوات ، مول مزوری ، ریت رواج ، ورگ وسیلہ ، وات رستہ ، ویل رقت ، وچار مسلت ، (مصلحت) ، شائدی پراوا ، سنیہنی سو پتی (سہبت) ،

(۲۳) اسی طرح مرہٹی میں ایسے مرکب الفاظ بھی بکثرت مستعمل ہیں جن میں ایک فارسی دوسرا عربی

ہے اور دونوں معنی مترادف ہیں۔ مثلاً:

عقل ہوشیاری، آبرو عزت، ایمان اعتبار، علم دنیا (عالم)، عیش آرام، ظلم زبردستی، فہم فتور، فصل ہنگام، بندہ غلام —

(۲۴) بعض ایسے دو لفظی مرکب الفاظ بھی پائے جاتے ہیں جن میں ایک دوسرے کی ضد ہے ان میں یا تو دونوں عربی فارسی ہوتے ہیں یا ایک مرہٹی اور دوسرا عربی یا فارسی۔ مثلاً

کم جاست (زیادہ)، کم پیش (بیش)، جمع خرچ زمین آسمان، جاب سال (جواب سوال)، قیزی مندی، نفع ٹوٹا، نفع نقصان، فر مادی، بحالی برطرفی، نرم گرم، زفانہ مردانہ —

(۲۵) مرہٹی زبان میں کثرت سے ایسے محاورات یا مرکب مصادر پائے جاتے ہیں جو فارسی محاورات یا مرکب مصادر کا لفظی ترجمہ ہیں، بلکہ اکثر اوقات اصل لفظ وہی رہنے دیا اور صرف مصدر کا ترجمہ کر دیا ہے یہ ایک قوی ثبوت فارسی اثر کا ہے۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ بطور مثال کے درج کئے جاتے ہیں —

قسم خوردن	شپتہہ کھانے	شپتہہ کھانے
بانگ زدن	هانک مارنے	هانک مارنے
یاد داشتن	آتھون راکھنے	آتھون راکھنے
خالی کردن	کھالی کرنے	کھالی کرنے
راہ دادن	رستہ دینے	رستہ دینے
معات کردن	ماپھہ کرنے	ماپھہ کرنے
ہلہ کردن	ہلہ کرنے	ہلہ کرنے
رد کردن	رد کرنے	رد کرنے
جمع شدن	جما ہونے	جما ہونے
بازو گرفتن	بازو گھینے	بازو گھینے
دوستی داشتن	دوستی تھینے	دوستی تھینے
تہمت زدن	تہمت گھینے	تہمت گھینے
صحبت داشتن	صحبت تھینے	صحبت تھینے
کلید دادن	کلی دینے	کلی دینے
پشتک زدن	اُڑی مارنے	اُڑی مارنے
منع کردن	منا کرنے	منا کرنے
زیر کردن	جیر کرنے	جیر کرنے
بہیدان آوردن	میدانوات آڈنے	میدانوات آڈنے
کمر بستن	کمر باندھنے	کمر باندھنے
ناخن گرفتن	نکھیں کاڑھنے	نکھیں کاڑھنے
	نخن کاڈنے	نخن کاڈنے

جاہیر کرہیں	جاہر کرنے	ظاہر ساختن
جبر ہوں	جبر ہونے	زبر شدن
ہات دہیں	ہات دینے	دست دادن
دم دہیں	دم گھینے	دم درکشیدن
تالیہ دہیں	تالیہ (تعلیم) دینے	تعلیم دینے
دغا دہیں	دغا دینے	دغا دینے
دغا خاں	دغا کھانے	دغا کھانے
درخواست کرنے	درخواست (درخواست) کرنے	درخواست کرنے
دہشت خاں	دہشت کھانے	دہشت کھانے
داد دہیں	داد گھینے	داد لینا
دوا دہیں	دوا (دعا) دینے	دعا دینا
دورست کرنے	دورست کرنے	دورست کرنے
نکل کرنے	نکل (نقل) کرنے	نقل کرنے
نجر بند کرنے	نجر بند کرنے	نظر بند کرنے
نجر لاگنے	نجر لاگنے	نظر لاگنے
نمود کرنے		نمود کرنے
نسیب سیکندر اسنے		نصیب سکندر اسنے
نکاشا کاٹہیں		نکاشا (نقشہ) کاٹہیں
ہنساہ ماہیں	ہنساہ (انصاف) ماہیں	(انصاف) ماہیں
نست نابود کرنے		نست نابود کرنے

پتالہا ورنے	پتہ لاوے
پایمल्ली کررے	پائلملی (پائمال) کررے
پانڈنیا ورنے کالے کررے	پانڈھریا ور کالے کررے
فرک پڈرے .	فرک (فرق) پڑے
فارکٹ ہورے	فارکٹ (فارغعطی) ہورے
فیکیر کررے .	فکر کررے
اَبرااِخِرے .	آبرو راکھنے
اَندااِجا کررے .	اندازہ کررے
اَمانت ٹہرے .	امانت تھیوے
اُمید کررے .	اُمید کررے
کِرْجِ دِہے	کوج (قرض) گھینے
کسر کاڈرے	کسر کاڑھنے
کاویج کررے .	کاہج (قابض) کررے
کابوُت آاِہرے	کابوت (قابو) آڈنے
(کِللا) سر کررے	کلا (قلعہ) سر کررے
خراو کررے .	خراب کررے
خریدی کررے .	خریدی کررے
چاکری کررے	چاکری کررے
زمین دوست کررے .	زمین درست کررے
زمین آاسمان اِک کررے .	زمین آسمان اِک کررے

جادو کرنے	جادو کرنے
زور کرنے	زور کرنے
زور لاؤنے	زور لاؤنے
تقاردا کرنے	تقاردا کرنے (تقاضا)
تلوار چالونے	تلوار چالونے
تاکب کرنے	تاکب (تعاقب) کرنے
تاجے کرنے	تاجے (تازہ) کرنے
تلاش کرنے	تلاش کرنے
تالیما کرنے	تعلیم کرنے
فیکیر لاگونے	فکر لاکنے
فیتور کرنے	فتور کرنے
ماہیت کرنے	ماہیت کرنے
ملااما دینے	ملا ما دینے (مامع)
لاچار ہونے	لاچار ہونے
شابوت (سابوت) اسنے	شابوت اسنے یا ثابت اسنے
سابوت اسنے	ثابت اسنے (ثابت)
شیفارس کرنے	سغارش کرنے
حق لاؤنے	حق لاؤنے
حکم کرنے	حکم کرنے

(۲۶) جدید خیالات یا قانونی اصطلاحات وغیرہ کے

اظہار کے لئے یا تو فارسی عربی الفاظ لے لئے کئے ہیں یا

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

عربی فارسی کی امداد سے نئے الفاظ وضع کئے گئے عین - ذیل میں اس قسم کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی اور فائدے سے خالی نہ ہوگا - اُردو کے اہل زبان غور کریں کہ سرہتی تو ان جدید الفاظ و اصطلاحات کو فارسی عربی الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں اور ہم ابھی تک انگریزی الفاظ کے دلدادہ ہیں —

توضیم	سرہتی لفظ اردو تحریریں	سرہتی
فطری حق	نے سرِ کِ حق	نہسارِ گِکِ حق
اقبال یا اقبالی جواب	قبولی یا قبولی جباب	کبھولی ; کبھولی جواب
مقطعہ	مکتا	مکتا
سرزور	شرزور	شیرزور
قانون / اعتقاد سجا اس	سبھا بندی چا قاعدہ	سبھا بندی کا یاد
قانون اسلحہ	ہتیار ا چا قاعدہ	ہتیار کا یاد
آئینی	سند شیر	سند شیر
قانونی یا از روئے قانون		
مطابق قانون	قاعدے شیر	کا یاد شیر
تعہیل وصیت	ہمل بجاوئی	اُمل بجاوئی

سرہتی	سرہتی لفظاردو تحریر میں	توضیح
اُمّال بجاوणी खाते	عہل بجاونی کھاتے	انتظامی سررشتے
आप मतलबी	آپ مطالب	خود غرض
इनाम पत्र : इनाम खत	انعام پتر یا انعام خط	دستاویز انعام
एकतर्फी फैसला	یک طرفی فیصلہ یا	
एकतर्फी निकाल	یک طرفی انصاف	
वहमी पुढारी	وہمی پتہداری	وہمی بہ معنی مشتبہ ہے
कबुलायत	قبولایت	قبولیت
कायदेपंडीत	قاعدے پندت	بہت ہشیار وکیل
कायदेबाज	قاعدے باز	قانونی شخص
जामीन	جاسن	ضامن
चेहरे पट्टी	چہرے پٹی	گوشوارۃ حلیہ
जमाबंदी	جمع بندی	جمع بندی
जाहिरात	جاہرات	ظاہر
जामीन कतबा	جاسن کتبہ	ضمانت نامہ
जिल्हा	جلہا	ضلع
टेकदार	ٹیک دار	مستقل - ثابت قدم

مرهٽی	مرهٽی لفظ اُردو تحریر میں	توضیح
نجرکد	نظر قید	قید مخصص
سکت مجرئیچی	سخت مزوری چی شکشا	قید با مشقت
شिक्षا		
نجدی شیرستا	نقدی شرسته	نقد لگان
فیریا د ; داوا	فریاد - دعویٰ	مقدمہ
فیریا د ; داوا	فریاد لاو نے دعویٰ لاو نے	مقدمہ دائر کرنا
لاو ڳو		
ڳو بد دل ; ڳو بدلی	ڳویر بدل ، ڳویر بدلی	تبادلۂ اشیاء
بدلی		
ڳو مو بدلا	ڳویر مو بدلا	مبادلہ
مسلتی	مصلتی (مصلحتی)	عیار
راجرستا	راج رسته	شاہ راہ عام (شارع عام)
راجکارستان	راج کارستان	سیاسیات (پالیٹیکس)
لगत مجکور	لگت مذکور	مسلسل عبارت (جو فقرے فقرے الگ نہ ہو)
مدا	مدا (مدعا)	اسر (اسوزیر بحث)

مرہتی	مرہتی لفظ اردو تحریر میں	توضیح
جولمی	ظلمی	مطلق العنان
ناہک	فاحق	بلاوجہ
مردانوں پणा	مردانوں پنہا	جوش مردانہ پن - غیرت جہیت
खच्ची करणें	کھچی کرنے	خصی کرنا
गुमान	گھان	گھان
बेगुमान पणानें	بیگھان پنہانے	غیر ذمہ دارانہ طور پر
खातर पर्वा	خاطر پرواہ	
कारखाना	کار خانہ	
प्रांतिक सरकार	پروانٹک سرکار	صوبہ داری حکومت
हिन्दुस्थान सरकार	ہندوستان سرکار	حکومت عالیہ
सरकार	سرکار	حکومت
बेजवाबदार	بے جواب دار (جواب یعنی جواب	غیر ذمہ دار
जुलूम , जुलमी	جامی (ظاہمی) پدھتی چی	مطلق العنان حکومت
पद्वतीचें राज्य	راج یا ظلم	
जुलूम	جام "	ظلم
दंडप शाही	درب شاہی	استبدادی حکومت

مرہٹی	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
سپیدی	سفیدی	مکان یا دیواروں پر سفیدی کرنا
جولمی	جلمی	ظالم
جولمی اذکار	جلمی ادھی کاری ورگ	جابر جہالت
وہ		عہدہ داران
رہ کرہ	رد کرنے	
گولامگیری	گلام گیری	غلامی
دوہا دہ	دعا دینے	
ہشارت	اشارت	اشارہ
جاہرنامہ	جاہر نامہ	اعلان
راجکیہ حق	راجکی حق	سیاسی حقوق
جواب داری	زوابداری (جوابداری)	ذمہ داری
سکتی	سکتی	سختی
فائدہ دہ	فائدے کھینے	فائدہ اٹھانا یا حاصل کرنا
حق	حق	
جولمی سچا	ظلمی ستا	ظالمانہ حکومت
موتسہدی	متصدی	مرہٹی میں اس کے معنی مدبر اور پالیٹیشن کے ہیں

توضیم	سرہتی الفاظ اردو تعویبر میں	سرہتی
خوشامد	خوش مسخرے - خوشامتی	خوشامسکرے ; خوشامتی
قانون ملک	سرکاری قاعدہ	سرکاری کا یدا
شہادت	جہانی (زبانی)	جہانی
شاہد	ساکش	ساکش
اظہار	زواب (جواب)	جواب
حکومت شاہی	بادشاہی عمل	بادشاہی اُمدل
انتظام سلطنت	راجیہ کار بہار	راجیہ کار بہار
خود غرضی	آپ مطلبی پنا	آپ مطلبی پنا
نوجی قوت	لشکری ستّا	لشکری ستّا
رعب داب بٹھانے کا	دہشت بسونیا کوتا	دہشت بسونیا کوتا
قانون	کیللیے	کیللیے
مشتبہ	قاعدے	قاعدے
مشارکت	رہمی	رہمی
نفع نقصان	سلاسی	سلاسی
	سرکت رائتی	سرکت رائتی
	نفع توتا	نفع توتا
	فوجداری	فوجداری
	دیوانی	دیوانی

مرهتی	مرهتی الفاظ اردو تحریروں میں	توضیح
مُلکی خاते	ملکی کھاتے	محکمہ مالگزاری
فیسلا	فیصلا	فیصلہ
وکیل پتر	وکیل پتر	وکالت نامہ
سلطانی اَمَل	سلطانی عمل	حکومت جور
ہڈپاری	حدّ پاری	مہر دریاۓ شور
جھری فِلّے	زھری پھلے	میوۂ تلخ
مُتسہرِ گری	متصدی گری	تدبیر - مدبری
ریتواری پدھت	رعیت واری پدھت	رعیت داری طریقہ
زمینداری پدھت	زمینداری پدھت	زمینداری طریقہ
کایم دھانیاچی	قائم دھارے چی پدھت	طریقۂ بندوبست
پدھت		استمراری
املدار	عملدار	عہدہ دار
ہکشیار، ہکدار	حق شیر، حق دار	
گہرسندی	غیر سندی	غیر آئینی
سَرکشک جکات	سنورکشک جکات (زکوٰۃ)	محصول
سولتی چی جکات	سولتی چی جکات (زکوٰۃ)	میونی سلپتی
شاہر سفاہ خاते		(محکمہ صفائی)
وَرگنی دار	ورگنی دار	چندہ دہلادہ

مرہٹی	مرہٹی لفظ اردو تہریر میں	توضیح
سرکار جما	سورکار زما (زما یعنی جمع)	ضبط سورکار
نامدار	نامدار	
نیک نامدار	نیک نامدار	
کایدہ کاؤنسیل	قاعدے کو نسل	لیجسلیٹیو کو نسل (مجلس وضع قوانین)
بے درکار	بے درکار	غیر ذمہ دار
جادا پولیس	جادا (زیادہ) پولیس	پولیس تعزیری

(۲۷) فارسی عربی کے بہت سے ایسے لفظ ہیں جو مرہٹی میں مستعمل تو ہیں مگر ان کے معنوں میں کم و بیش فرق آگیا ہے۔ مثال کے طور پر ایسے لفظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں —

اگر اکر مرہٹی میں اکر کے معنی یا کے آتے ہیں —
 عدل اھل مرہٹی میں اس اس کے معنی ”سبق ملنے“ عبرت حاصل ہونے یا خفیف سی سزا کے ہیں —

آمدانی آمادانی مرہٹی میں اس کے معنی عہد یا زمانہ کے ہیں جیسے عہد مغلیہ وغیرہ —

اِتراجی ہتراجی یعنی اعتراض۔ نا خوشی کے معنوں میں آتا ہے —

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ہجرت	بہمنی اثر ، اعتبار
ہجرتدار	صاحب اثر
ہملا	بہمنی عبارت ، شاید یہ وہی لفظ ہے جو
	اُردو میں املا یا عملہ ہے

ہرسال	ارسال	بہمنی عمدہ ، بہترین - شاید یہ معنی اس وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو چیز بھیجی جاتی ہے وہ اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے - اسی طرح سے اُردو میں ”تھنہ“ کے معنی اعلیٰ درجہ کی شے کے ہو گئے ہیں —
-------	-------	--

زمنہدوار	اُمیدوار	بہمنی نو جوان - غالباً اس لئی کے اُمید زیادہ تر نو جوانی کے ساتھ ہے اور اُمیدوار اکثر نو جوان ہوتے ہیں -
----------	----------	--

کتبہ	کتبہ	بہمنی دستاویز
کجاگ	قزاق	سرکش
کارستان	کارستان	مذکورہ
کیفایت	کیفایت	فائدہ ، تجارتی نفع ، چوں کہ کفایت کا نتیجہ فائدہ ہوتا ہے
خللوت	خلبت	یعنی خلوت ، راز کی بات چیت
خاس	خاص	بلاشبہ ، یقیناً
خاشی	خاشی	خاص یا خاصا سے بہمنی خوب ، شاباش

تجربہ	تزویر	تدبر، انتظام، مداوا
تماشا	تماشا	مرہٹی میں لڑکے کے ناچ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
توفان	طُفان	بگولے کے معنی میں مستعمل ہے
درد	دردی	یہ لفظ درد سے ہے مگر ماہر فن کے معنوں میں آتا ہے اس لئے کہ کسی چیز کا درد اسی کو ہوتا جو اُسے سمجھتا بھی ہے۔
دستک	دستک	دستخط کے معنی پروانہ، پروانہ راہ
دستک	دستک	داری، گورنمنٹ کی طرف سے جنگی کی معافی
داخول	داکھل	یعنی داخل اس کے معنی فرض کر لئے جانے کے ہیں
داخول	داخلہ	داخلہ، مثال، توضیح، مشاہدہ
دان	دان	(دیانت سے) اخلاقی خوبی
داو	داون	(یعنی داسن) ایک قطار میں باندھنا (جیسے مویشیوں کو)
پنہا	پنہا	(یعنی پنہا) کپڑے وغیرہ کا عرض
پر	پر	رواں
پراگندہ	پراگندہ	وہ لوگ جنہوں نے اپنا وطن ترک کر دیا ہے

پسنت	پسنت	عہدہ	اچھا
پوکت	پوکت	یعنی پختہ	بمعنی عمر رسیدہ
پوکت	پوکت	آزاد	آزاد
پوکت	پوکت	اور وزنی راے	اور مشورہ کے لئے
پوکت	پوکت	بھی مستعمل ہے	
فند	فند	جھگڑا	بکھیرا جیسے میں ایسے جھگڑوں
فند	فند	یا بکھیزوں میں نہیں پڑتا	
فرماس	فرماس	(فرمایش)	عہدہ
فاجیل	فاجیل	فاضل اگے آگے	پیش پیش اس میں
فاجیل	فاجیل	ہمیشہ دم کا پہلو ہوتا ہے	
فیرستا	فیرستا	فرشتہ	مسافر
نادار	نادار	نادار	
نامدار	نامدار	کوئسل کے آنریبل ممبر	
ناموہرم	ناموہرم	(ناموہرم -)	کشتہ جنگ - غالباً یہ ناموہرم ہے - جسے عوام بجائے معروم کے استعمال کرتے ہیں - سوہتی میں اس کے خاص معنی ہو گئے ہیں -
نکھال	نکھال	(نکھال)	بمعنی خالص
نکھال	نکھال	رائٹ آنریبل	
مکھی	مکھی	مکھی	خاص بات
مجلس	مجلس	ناچ رنگ اور تماشے کا مجموعہ	
مطلب	مطلب	غرض	

مطلبی	خود غرض	ماتلہبی
ماتبر	(معتبر) دوات مند	ماتبر
ماتبری	(معتبری) اہمیت	ماتبری
ماملت	معاملت ، اہمیت	ماملت
ماینا	معاون ہوتا ہے کہ یہ لفظ عنوان سے	ماینا
	بگڑ کر بنا ہے اس کے معنی سرہتی میں	
	القاب و مزاج پرسی کے ہوتے ہیں جو	
	خط کے ابتدا میں لکھتے ہیں -	
میسکین	بد معاشی	میسکین
مکادم	مقدم ، مزدوروں کی جہانت کا سرہار -	مکادم
مبلک	(مبالغہ) بہت ، کثیر ، جاندار و بیجان	مبلک
	دونوں کے لئے مستعمل ہے	
مبھا	(مباح) اجازت	مبھا
مہرا	فوج کے حصہ ہر اول کا سردار	مہرا
موز	(موز) لطف ، مزہ ، تہاشا	موز
مندہ	(آئندہ) سال رواں	مندہ
یادی	یاد ، یادداشت ، فہرست	یادی
رد بدلی	(رد و بدل) شفاعت یا سفارش (کیوں	رد بدلی
	کہ سفارش میں طرفین سے کہنا سنانا پڑتا ہے)	
رگ	نکبر تجھتر	رگ

وستاند	استاد	استاد	استاد فن (معلم)
			کے معنی میں نہیں آتا سوائے گانے
			ناچنے اور ورزش وغیرہ کے معلم کے)
واصلات	کسی معاملہ کا آخری تصفیہ		
شریت	(شرط) بمعنی دور		مسابقت
شیکست	انتہائی کوشش		
شیکا	شکا		سکہ سہر وغیرہ کا نقش یا چھاپ

سدیچا جوار سدی چازور اقبال

سمہ	سہی	(شمع) فتیلہ سوز (پتیل کا بنا ہوا)
سومار	سہار	(شمار) تھمینا یا طرت
سہیل	سٹیل	سہل ، تھیلا
ہمی	ہھی	ذمہ داری - غالباً یہ لفظ آہم یا اہمیت کا بگاڑ ہے
ہلاک	ہلاک	بہت کمزور
ہلاکھی	ہلاکھی	کمزوری - ناتوانی
ہال	حال	جسمانی یا روحانی تکلیف
ہیکمت	حکمت	ترکیب
ہیمایت	حمایت	قوت
ہیوان	حیوان	کم زور
ہاوس	هاؤس	(ہوس) خواہش ، شوق (اس میں دم کا پہلو کبھی نہیں ہوتا)

سورہتی زبان پر فارسی کا اثر

(۲۸) ضرب الامثال قوم کے حقیقی خیالات اور خصائص کو ظاہر کرتی ہیں اور اُن کی زبان بھی ٹھہمت ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم کچھ سورہتی ضرب الامثال لکھتے ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اُن میں فارسی الفاظ کس بے تکلفی سے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی کا اثر سورہتی زبان میں کہاں تک سرایت کر گیا تھا۔ اس میں بعض فارسی ضرب الامثال کا ترجمہ ہیں۔ فارسی عربی الفاظ پر خط کھنیچ دیا ہے —

فہرست ضرب الامثال

- (۱) ज्याला नाही अकल, त्याची घरोघरी नकल عقل - نقل
- (۲) आधी जातें अकल, मग जाते मांडवल عقل
- (۳) خدا رنجیس, مशीد رنجیس (رنجیدہ) مشید (مسعد) رنجس
- (۴) माणसाची हिमत, खुदाची मदत हेत ' خدا ' مدد
- (۵) जशी नीयत, तशी बरकत نیت ' برکت
- (۶) मिया बीबी राजी, काय करील काजी میاں بی بی راضی کاے کریل قاضی
- (۷) मिया मुठ भर, दाढी हात भर मिया मुठ भर, दाढी हात भर میاں موٹھ بہر داڑی ہاتھ بہر
- (۸) चोर तो चोर, आणि शिरजोर (سرزور) سرزور

- (९) धन्याला धतूरा, चाकराला मलीदा चाकर
- (१०) धन्याचें नांव गण्या चाकराचें नांव रुद्राजी बुवा , ,
- (११) जुलमाचा राम राम ظلم
- (१२) तेली जमवी धारोधार, खुदा नेतो एकच वार (جمع) جموى خدا - بار
- (१३) गरजवंताला अकुल नाहीं (غرض مند) کرم ونت
- (१४) कसायाला गाय धार्जिणी قصائی
- (१५) हळवायाचे धरावर तुलसी पत्र حلوائی
- (१६) साधली तर शिकार, नाहीं तर भिकार शकार
- (१७) घोडा मैदान जवळ आहे - میدان
- (१८) चुकला फकीर मशादात (مسجد) فقیر , مشید
- (१९) ताज्या षोडयावरच्या गोमाशा ताजे
- (२०) आज्ञा भेला नातू जाळा जमाखर्च बरोबर . جمع خرچ برابر
- (२१) आदा पाहून खर्च करावा خرچ
- (२२) एक नूर आदमी दस नूर कपडा ایک نور آدمی دس نور कपड़ा
- (२३) कर्ज फार त्याला लाज नाही, उवा फार त्याला खाज नाही قرض
- (२४) करणी कसाबाची, बालणी मानभावाची قصاب
- (२५) हाता पायाची काहिली, तोंडांत काय जाईल काहلی
- (२६) काणा कैफती, आंधळा हिकमती کینفیتی - حکمती
- (२७) पार्यीची वाहन, पायाच छान چھान (شان)
- (२८) शाहण्याचे व्हावें चाकर, पण मुखाचें होऊं नये धनी चाकर

- (۲۹) आपला دام खोटा , दुसऱ्याशी का झगडा ? دام
- (۳۰) दुरून डोंगर साजरे
- (۳۱) तोंड पाहून मुशारा , घोडा पाहून दाणा . (مشورہ)
- (۳۲) उपर से खूब बने , अंदरकी राम जाने क़होब (خوب) اندر
- (۳۳) चाकराला चुकर , चुकराला येसकर چاکر
- (۳۴) دام करी काम دام ، کام
- (۳۵) हाजिर तो वजीर حاضر ، وزیر
- (۳۶) कोल्हा काकडीला राजी राजी (راضی)

ضرب المثل نمبر (۱۷) فارسی کی اس ضرب المثل کا لفظی ترجمہ ہے ہمیں میدان ہمیں کوے نمبر (۴) فارسی کی ضرب المثل ہمت سرداں مدد خدا کا لفظی ترجمہ ہے (مانساچی ہمت خداچی مدت) ضرب المثل نمبر (۳۵) حاجر (حاضر) تو وزیر —

چکلا فکیمر مشیویت (مشیو یعنی مسجد)

اُردو - ملاکی دوڑ مسیت تک ۔

نمبر (۶) میاں بیوی راجی (راضی) کاے کریل کاجی (قاضی) مشہور مثل ہے -

(نمبر ۷) جسی فیت تسی بوکت (معنی ظاہر ہیں)

(نمبر ۸) چور تو چور اُنی سرزور (یعنی چوری اور سینہ زوری)

(۲۹) ابتدا میں یہ لکھ چکا ہوں کہ دفتری کار و بار میں فارسی، عربی الفاظ بہ کثرت استعمال ہوتے تھے اس کا ایک ثبوت ان خطابوں سے بھی ملتا ہے جو ہندوؤں نے وقتاً فوقتاً اپنے امیروں اور سرداروں کو عطا کئے۔ مثلاً

راجہ رام (سنہ ۱۶۸۹ ع تا سنہ ۱۷۰۰) شیواجی کے فرزند ثانی نے اپنے برہمن وزیر رام چندر پنت اماتیہ کو ” حکومت پناہ “ کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کی اولاد اب تک کولہا پور ریاست میں اس خطاب و جاگیر کے ساتھ ممتاز ہے۔

اسی راجہ نے ایک سردار اداجی چوہان کو ” ہمت بہادر “ اور ” مملکت مدار “ کا خطاب دیا۔

سنتاجی گھور پڑے کو ” ضبط الہلک “ کا خطاب ملا۔

یہ ایک بڑا بہادر مرہٹہ سردار تھا اور جب راجہ رام کو جنگی کے قلعہ میں مغلوں نے محصور کر لیا تھا تو اس نے اور دھناجی جادھو نے مغلوں کو بہت کچھ ستایا تھا۔

سنتاجی پافدھرے کو اسی راجہ نے ” شرت الہلک “ کے خطاب سے ممتاز کیا۔

کھندوجی نکم کو ” شمشیر بہادر “ ایک دوسرے مرہٹہ سردار کو ” ہمت راؤ “ ہیبت راؤ نہبالکر کو ” سر لشکر “ گھور پڑے کو ” ہندوراؤ “ کھندے راؤ دابھاتے کو ” سینا خاص خیل “ کے خطاب عطا کئے۔

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

اب شیواجی مہاراج کے خطابات ملاحظہ فرمائیے۔
 اُس نے اپنے سپہ سالار ہنساجی موہیتے کو ”سرلشکر“
 کا خطاب عطا فرمایا۔

اپنے وزیر کو پیشوا کا مشہور خطاب دیا۔ اگرچہ سنہ
 ۱۶۷۴ ع میں شاہی شان اختیار کرنے کے بعد یہ خطاب
 بدل دیا گیا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس نے پھر
 عود کیا اور شیواجی کی قوت بھی اُس کی مقبولیت کو
 نہ دبا سکی اور آج تک شیواجی اور اُس کے جانشینوں
 کے وزیر اسی نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پنت پردھان
 کا جو اس کے بجائے قائم کیا گیا اُس کے سامنے
 رونق نہ پاسکا۔

شیواجی کے اُن فوجی عہدہ داروں کو جو جنرل کا درجہ
 رکھتے تھے ”سیناپتی“ کا خطاب حاصل تھا۔ راجہ شاہو
 (سنہ ۱۷۰۸ ع تا سنہ ۱۷۴۸ ع) نے بھی اپنے عہد میں
 اسی قسم کے مفصلہ ذیل خطابات عطا کئے۔

۱۔ گائیکوار بزودہ کو ”سینا خاص خیل“ اور
 بعد ازاں سنہ ۱۷۱۲ ع میں ”شہسیر بہادر“
 کا خطاب عطا فرمایا۔ مہاراجہ گائیکوار اب تک
 ان خطابات کو فخر و عزت کے ساتھ اپنے نام
 کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

خاندان بہوسلہ (ناکپور) کے باقی کو ”سینا
 صاحب صوبہ“۔

۳ - آنگرے کو جو مرہٹہ حکومت کے امیرالبحر اور

ساحل کوکن کے امیر تھے ”سرخیل“ اور ”وزارت

مآب“ کا خطاب ملا —

۴ - وٹھل شیو دیو کو جو برہمن سردار تھا خطاب

”راجہ بہادر“ —

۵ - بابوراؤ داہارے کو ”سیما خاص خیل“ —

۶ - دیو جی کو ”ہندوراؤ“ اور ”سرلشکر“ —

۷ - یسونت راؤ کو ”خاص خیل“ —

اور اسی قسم کے بہت سے خطابات مختلف اشخاص کو دیئے۔

اسی طرح اس امر کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ

ہوگا کہ مسلمان فرماں راؤں نے اگرچہ اپنے ہندو اُسراء

کو فارسی خطابات بہ کثرت دیئے ہیں لیکن اُن کی

قومیت کے لحاظ سے کبھی کبھی سنسکرت خطابات بھی

عطا کئے ہیں اس سے باہمی رواداری کا پتہ لگتا ہے۔

مثلاً شاہان بہمنی نے گھاتگے خاندان کے سردار کو ”سرچے راؤ“

کا خطاب عطا کیا اسی طرح ابراہیم عادل شاہ بیجاپور نے

سنہ ۱۶۲۶ء میں اُسی خاندان کے سردار بالاجی گھاتگے

کو ”زہنزار راؤ“ کا خطاب * دیا —

* گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرہٹہ میں لکھا ہے کہ

یہ خطاب فاکوجی گھاتگے کو دیا گیا تھا۔ لیکن یہ صحیح

نہیں ہے —

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

سنہ ۱۹۴۰ ع میں ابراہیم عادل شاہ نے شیواجی کے
خسر مادھوجی نہبالکر کو فائیک کا خطاب دیا۔

شولاپور کے قریب سلطنت بیدر و بیجاپور میں جو
لڑائی ہوئی اُس میں سدھوجی مانے نے کار نمایاں کیا اور
ابراہیم عادل شاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہو کر اُسے
”باجی“ کا خطاب عطا کیا۔ اور اُس کے برہمن سکرتری
فرسہوں کیسکر کو ”وشواس راؤ“ (معتد راجہ)
کا خطاب ملا۔

اورنگ زیب کی طرف سے ناگوچی نے کو ”راجہ“ کا
خطاب ملا اور سورچھل مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۶۵۸ ع میں اورنگ زیب نے رگھوناتھہ کھتری
کو ”راجہ رائے رایاں“ کا خطاب عطا فرمایا۔
اسی شہنشاہ نے تلوک چند ناسی بنٹے کو ”راجہ“
اور ”رائے رایاں“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ یہ خطاب
اُسے اُس موقع پر ملا تھا جب کہ اُس نے پہاڑ سنگھہ کو
جو بادشاہ کے بیٹے اعظم شاہ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا
قتل کیا تھا۔

ہیہو کو اُس کے آقا نے ”وکر ساجیت“ کا خطاب دیا تھا۔
عادل شاہ کے برہمن دفتر دار کا خطاب ”دیانت راؤ“ تھا۔
سنہ ۱۵۲۲ ع میں نظام شاہ سلطان احمد نگر نے جنگجیرہ
کے رام پتیل کو ”اعتبار رائے“ کا خطاب اور چھتر اور

نشان عطا فرمایا۔ یہ شخص احمد نگر آگیا اور اس کے بعد مسلمان ہو گیا۔ یہ ذات کا کوئی (ماہی گیر) تھا۔ یہ چھتر اور نشان وغیرہ اب تک اس کے خاندان میں موجود ہیں (تاریخ جنبیرہ از بھوسلے) —

جاولی (قریب مہابلیشور) کے خاندان مورے کو شاہان بیجاپور کی طرف سے ”چندر راؤ“ کا خطاب تھا۔ شاہ عالم نے مادھوراؤ ثانی کو ”وکیل مطلق“ کا خطاب عطا کیا تھا۔ اور مادھوراؤ سندھیا کو ”عالی جاہ بہادر“ اور ”فرزند ارجمند“ کا خطاب مرحمت ہوا تھا —

”راجہ راؤ رمبھا“ جادھو خاندان کے اس سردار کا خطاب! ہے جو ساہو مہاراج سے ناراض ہو کر مغلوں کے پاس آگیا تھا۔ یہ خطاب نظام الملک آصف جاہ اول نے عطا کیا تھا۔ یہ خاندان اب تک حیدرآباد دکن میں ہے —

نظام علی خاں بہادر نے نا نا فرنویس کو ”مدارالہمام“ کا اور پیشواؤں نے برہمن جنرل ہری پنت پتھر کے کو ”وزارت مآب“ کا خطاب دیا —

نظام علی خاں بہادر نے اپنے وزیراعظم وتھل سندھ کو ”راجہ پرتاپ وقت“ کا خطاب عطا کیا۔ یہ شخص مرہٹوں سے راکش بھون میں (سنہ ۱۷۶۳ ع میں) لڑتے ہوئے مارا گیا۔ راجہ رائے رایان کا خاندان اب تک حیدرآباد میں ہے اور یہ خطاب بھی اس سلطنت کا عطا کیا ہوا ہے۔

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

اس خاندان کے سردار وہاں کے اُسرائے عظام میں سے ہیں -
 اسی طرح سرکار نظام کی طرف سے ” دھرم وفت “
 ” آصف نواز وفت “ وغیرہ خطابات وہاں کے ہندو اُمرا
 کو عطا ہوئے ہیں —

اگرچہ یہ کسی قدر غیر متعلق ہے ، لیکن اس کا معلوم
 کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب اعظم شاہ نے کچھہ
 آم اورنگ زیب کو بھیجے تو بادشاہ نے اُن کے نام
 ” سدھارس “ اور ” رَسناوِلاس “ رکھے یہ دونوں نام تہیت
 سنسکرت کے دو لفظ ہیں —

ذیل میں ہم شیواجی کے بڑے بڑے عہدوں کے نام
 درج کرتے ہیں ان کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ جس
 وقت شیواجی مہاراج نے شاہی کا لقب اختیار کیا اور
 تاج پہنا ، اس وقت ان عہدوں کے کیا نام تھے ۔ اور
 تاج پوشی (سنہ ۱۶۷۴ ع) کے بعد یہ نام بدل کر کیا
 ہو گئے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تاج پوشی کے بعد سے
 شیواجی مہاراج کے خیالات میں کیا تغیر پیدا ہو گیا
 تھا ۔ اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن انہیں
 معمولی باتوں سے انسان کی طبیعت اور اُس کے کاموں
 کا اندازہ ہوتا ہے —

قبل تاج پوشی	پنت پردھان	عہدہ کی تصریح
پیشوا	پنت پردھان	وزیر اعظم
موزمدار	پنت آماٹیہ	معتہد مالگزاری، وزیر مالیہ و صدر محاسب
سورنس	پنت سچئیو	صدر دفتر
واک نیس	منتری	پرائیویٹ سکرٹری
سرفوبت	سینا پتی	سپہ سالار
دبیر	سومنت	وزیر خارجہ

ان کے علاوہ ”پنت راؤ“ وزیر امور مذہبی اور ”نیایادھیش“ چیف جسٹس کے عہدہ کا نام تھا۔ یہ نام تاجپوشی کے بعد تجویز ہوئے تھے۔ ان عہدوں کے نام سے صاف ظاہر ہے کہ قبل تاج پوشی تمام فارسی تھے اور اُس کی بعد بدل کر سنسکرت کر دیئے گئے۔

”موزمدار“ غالباً موازنہ دار اور ”واک نس“ واقعہ نویس ہے۔

اسی طرح ایک عہدہ پارسی نس تھا جو اصل میں فارسی نویس ہے۔ اور یہ بھی شیواجی مہاراج سے لے کر سنہ ۱۸۴۸ ع تک ان کے خاندان میں ایک عہدہ تھا۔

(۳۰) دفتری، فوجی اور انتظامی معاملات و کاروبار سے نکل کر فارسی الفاظ معاشرت اور تہدن میں داخل

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ہوئے اور ان کی رسائی یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اعلام یعنی اشخاص اور خاندانوں کے نام تک اُن کے اثر سے نہ بچ سکے۔ ذیل میں ہم ایسے اعلام کی ایک مختصر فہرست درج کرتے ہیں۔

شیخ جی راؤ - کوکن کے ایک فرساں روا انگرے کا نام تھا -
 ہیبت راؤ - شیواجی کے ایک جنرل (سپہ سالار) کا نام تھا اور خطاب ”سراشکر“ تھا -

سرفوجی راؤ - یہ لفظ درحقیقت شریف جی ہے - مرہٹے اس کا تلفظ سرفوجی اور بعض انگریز مورخ سر بوجی تلفظ کرتے ہیں۔ یہ شاہ جی کے بھائی یعنی شیواجی کے چچا کا نام تھا - شاہ جی کی خاندان کی جو شاخ تنجور میں تھی اُس میں سرفوجی نام کے دو فرماں روا گزرے ہیں -

شاہ جی - شیواجی کے باپ کا نام تھا - شیواجی کے خاندان کی جو شاخ کولہاپور میں ہے اُس میں کئی راجوں کا نام شاہ جی تھا - حال راجہ کولہاپور کے ولیعہد کا نام بھی شاہ جی ہے -

فتح سنگ راؤ - حال مہاراجہ گائکدوار کے فوزند اکبر کا نام تھا جس کا چند سال ہوئے انتقال ہو گیا خاندان اکلکوت کے بانو کا نام بھی یہی تھا -

سیاجی راؤ - ریاست بڑودہ کے کئی فرماں رواؤں کا نام
سیاجی راؤ تھا یہ لفظ غالباً سیام جی راؤ
ہے - سیاح نام یا لقب کے ایک بزرگ گزروے
ہیں جو مرشد مانے جاتے تھے —

دولت راؤ - حال مہاراجہ سندھیا کا نام ہے - اس سے قبل
بھی مہاراجی سندھیا کے بیٹے اور راجہ کا
نام بھی یہی تھا - ان کے علاوہ ایسے بہ
کثرت نام ہیں مثلاً ”صاحب“ سلطان راؤ“
دیانت راؤ ہندوراؤ (گولیار کے ایک سابق
وزیر اعظم کا نام) جان راؤ، دریا جی راؤ،
ہیجب راؤ (حاجب راؤ) خاصے راؤ، نصیب راؤ،
رستم راؤ - پیر جی راؤ وغیرہ وغیرہ —

لیکن ان سب میں پر لطف اور دلچسپ نام وہ ہے
جو تنجور کے راجہ تلاجی راؤ نے جو شیواجی کے بھائی
راجہ وینکوجی کی خاص اولاد سے ہے اور جس کی حکومت
(سنہ ۱۷۶۳ء سے سنہ ۱۷۸۷ء) تک رہی اپنے بیٹے
کا رکھا تھا - یہ نام ”عبدالپر تاپ راؤ“ ہے —

اسی طرح سڑھتے اور برہمن خاندانوں کے نام بھی ہیں -
مثلاً پیشوا، واکنمیس (واقعہ نویس) پھر نس (فردنوس)
سرنس (سرنویس) کار کھانس (کارخانہ نویس) چٹنیس
(چٹ نویس) کوت نس، فرزند، دفتر دار، حوالدار، صرات

مرہٹی زبان پڑ فارسی کا اثر

مشرت ، دیوان ، خاصگی والا ، صوبہ دار ، سردار ، سردیسائی ،
سردیسکھ ، قلعہ دار وغیرہ وغیرہ —

(۳۱) جس طرح خطاب اور اعلام تک فارسی کے زیر
اثر آگئے تھے اسی طرح خطوط میں آداب و القاب کا رنگ
بھی فارسی آمیز تھا —

دوات آباد کے شاہی خاندان یادوؤ کے وقت کے خطوط
مرہٹی زبان میں دستیاب نہیں ہوتے سنسکرت کے ایک
ہو تراہوں میں جو ایک ایکٹرنے دوسرے کو خط لکھے
ہیں اُن میں آداب و القاب و مزاج پوری وغیرہ کچھ
نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ بعد میں رائج ہوا۔
سنہ ۱۶۵۶ ع میں سلطنت بیجاپور کے برہمن دفتر دار
دیانت راؤ نے شیواجی کے ایک وزیر نالوسونديو موزسدار
کو دو خط لکھے ہیں۔ اُن میں یہ القاب و آداب ہیں —

۱ اखंडित लक्ष्मी प्रसन्न

परोपकार मूर्ति

२ सेवकें दिवानतराव

پہلی سطر میں اखंडित लक्ष्मी प्रसन्न اور परोपकार मूर्ति

فارسی الفاظ ”دام دولتہ“ اور ”مشفق مہربان“ کا لفظی
ترجمہ ہیں ان کے بعد کے تین الفاظ معہ ترجمہ یہ ہیں —

राजमान्य (مقبول دولت) राज श्री (صاحب گنج شاہانہ)

गोसावी (قادر بر نفس خود)

دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہوگا (بندہ دیانت راؤ کی

کورنش اور التجا) —

یہ لفظ بندہ کا لفظی ترجمہ ہے۔ سنسکرت کے خطوط میں (بندہ) کا لفظ کہیں نہیں آیا اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ لفظ (بندہ) کا ترجمہ ہے —

خط کے خاتمہ پر یہ الفاظ ہیں नलगे काय बहुत جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ”زیادہ چہ نویسم؟ حاجت نیست“ ۲ اپریل سنہ ۱۶۶۳ م کو شیواجی نے اپنے پیشکار سورو ترمل کو ایک خط لکھا ہے اس میں آداب و القاب کے تین لفظ ہیں۔ پہلا خالص عربی معلوم ہوتا ہے —

سرہتی میں ”مسر الحضرتی“ ہے شاید مشہور * الحضرت ہے۔ باقی دو لفظ وہی ہیں جو اس سے اوپر کے خط میں آچکے ہیں اور فارسی الفاظ کا ترجمہ معلوم ہوتے ہیں۔ خط کے آخر میں اُس قسم کا کوئی لفظ نہیں لیکن تاریخ و سنہ خالص عربی الفاظ میں ہیں۔ ”۴ رمضان ثلاثہ ستین“ — اس زمانہ کا یہ عام قاعدہ تھا کہ تاریخ و سنہ عربی لکھتے تھے۔ یعنی اُن کے الفاظ بھی عربی ہی ہوتے تھے البتہ حروف جن میں یہ الفاظ لکھے جاتے تھے سرہتی ہوتے تھے۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۶۷۱ ع میں شیواجی تکارام صوبہ دار پر بھاولی کو یوں لکھتا ہے —

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

”مشہور الحضرت راج شری تکارام“ خط کے خاتمہ پر سلام و آداب نہیں - صرف تاریخ ہے —

۱۸ جنوری سنہ ۱۹۷۵ ع کو شیواجی صوبہ دار پربھاولی جیواجی ونایک کو اس طرح لکھتا ہے —
 ”مشہور الحضرت جیواجی ونایک صوبہ دار پربھاولی کو شیواجی کی تندروت“ —

۱۹۷۳ ع سے شیواجی کے خطوط کی شان دہلی کے شاہی فرامین کی سی ہو گئی تھی مثلاً شیواجی کا ایک خط جو ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۷۷ ع کو ناگوجی بھوسلے کے نام لکھا گیا ہے - اس طرح شروع ہوتا ہے —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल नाम संवत्सरे श्रावण शु॥ ११
 इंदूवासरे शत्रियकुलावतंस श्री राजा शिव छत्रपति यांणी नागोजी भोसले
 काठ उटकर यासी आज्ञा केली ऐसीजे .

اس کا ترجمہ یہ ہے - سنہ جلوس ۴ (سال کا نام پنگل ہے) ۱۱ تاریخ ماہ شراون (ساون) روز دوشنبہ فخر قوم چھتریان ، سری راجہ شیو چھتر پتی نے ناگوجی بھوسلے (قلعہ دار قلعہ اتلوار) کے نام حکم صادر فرمایا کہ : —

احکام کی یہی شان شیواجی ، راجہ رام ، اور اُس کی اولاد میں (جو ستارا یا کولہاپور کی گدی پر بیٹھے) سنہ ۱۸۴۸ ع تک قائم رہی - اور یہ قریب قریب ”فارسی شاہی فرامین“ کی نقل ہے - اگرچہ شیواجی نے فارسی

الفاظ نکال کر سنسکرت الفاظ قائم کئے تھے مگر تاہم وہ فارسی کے اثر سے نہ بچ سکا۔ جہاں الفاظ نہیں۔ وہاں اُن کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ مرہٹی کا یہ جملہ فارسی کا پورا ترجمہ ہے۔ فارسی میں یوں کہیں گے —

”اورا حکم فرمود کہ“ یا سہی آشا کھلی پھسیجی

۱۱ مئی سنہ ۱۶۹۰ م کو راجہ رام اپنے وزیر ناروپندت

کو یوں لکھتا ہے —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शके २७ प्रमोदी नाम सवत्सरे वैशाख शु॥ १४
सोमवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजाराम छत्रपति यांणीं समस्त राजकार्य
धुरंधर विश्वासनिधी राज - मान्य राजश्री नारो-पंडित यांस आशा केली ऐसीज
ترجمہ ”سال جلوس ۲۵ تاریخ ۱۴ بدر ماہ و شاک
(بیساک) روز دو شنبہ، زینت قوم چھتریاں راجہ رام چھتروپتی
بہ ناروپندت کہ مدار مہمات سلطنت و معزن اعتماد کلی
است“ حکم می فرماید —

اس کے بعد اصل خط شروع ہوتا ہے۔ خاتمہ اس

جملے پر ہے —

جس کا ترجمہ یہ ہوا ”زیادہ چہ نویسم؟ شہا خوہ

عاقل ہستید“ बहुत काय लिहिणें तरी सुज्ञ असा

جنوری سنہ ۱۷۴۵ ع کو شاہو مہاراج بھگونت راؤ پندت

اساتنے حکومت پناہ کو اس طرح تحریر کرتے ہیں —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शके ७१ रक्ताक्षी नाम संवत्सरे माघ ५ मंदवासरे

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

क्षत्रियकुलावतंस राजा शाहु छत्रपति स्वामी यांणीं समस्त राजकार्यधुरंधर
विश्वासनिधी राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित अमात्य हुक्मत पन्हा यांसी
आज्ञा केली ऐसीजे -

ترجمہ ” سال جاوس ۷۱ (رکتاشی) ۵ - ماہ ماگھہ ، روز
پنجشنبہ ، زینت قوم چھتریاں سری راجہ شاہو چھترپتی
چنیں حکم فرماید بہ مدار سہیات سلطنت و معزن اعتہاد
و مقبول دربار شاہی بھگونٹ راؤ پندت اماتیا حکومت پندہ - “
اس سے صاف ظاہر ہے کہ خطوط کی طرز تحریر اور
آداب و القاب میں شیواجی کی تاج پوشی کے بعد سے
مرہٹہ حکومت کے آخر تک کوئی فرق نہیں آیا - کولہاپور
کے راجہ بھی اسی طرز کا اتباع کرتے تھے -

سنہ ۱۶۷۴ ع سے کیا جاتا ہے -
سنہ کا شمار شیواجی کی تاجپوشی کے سال یعنی

اس کے بعد ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مساوی مرتبہ
کے اشخاص ایک دوسرے کو اپنے خطوں میں کون سے آداب
و القاب سے یاد کرتے تھے - - - - -

सकलगुणालंकरण अखंडितलक्ष्मीअलंकृत राजमान्य राजश्री स्नेहांकित
संताजी धोरपडे सेनापति जपतुल्लुक दडवंत

ترجمہ - بخداست عالی جذاب پندت اماتیا - تمام صفت
و دولت جاوید ہے آراستہ ، مقبول حکومت صاحب گنجینہ
شاہانہ سنتاجی گھوڑ پرے ضبط الہاک و سپہ سالار کا سلام -

خاتمہ ”تاکید بداند“ تاریخ —

یہ سب کے سب جہلے فارسی کا لفظی ترجمہ ہیں یہاں تک کہ ”بخدست“ کا بھی لفظی ترجمہ مرہٹی میں کر لیا گیا ہے رگھوجی بھوسلے بانٹی خاندان ناکپور ، ساہو مہاراج کے ایک وزیر کو اس طرح لکھتا ہے (۷ جولائی سنہ ۱۷۴۳ ع)

راجش्री कोनेरराम मुजुमदार गोसावी यासी : -

मशरुल अनाम अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य सेना रघोजी भोसले सेना साहेब सुभा दडवंत विनति उपरि .

ترجمہ - بخدست کونررام موزمدار مشہورالانام ، آراستہ بدولت جاوید ، و مقبول دربار شاہی بندہ دولت صاحب گنجینہ شاہانہ مہربان رگھوجی بھوسلے سینا صاحب صوبہ کو تندرست بھیجتا ہے اور التجا کرتا ہے —

خاتمہ ”زیادہ چہ نویسم ؟ حدادب“ बहुत काय लिहिणें विनंति

جن الفاظ پر خط کھینچا ہوا ہے وہ لفظ اصل مرہٹی خط میں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں —

باجی راؤ اول بھگونت راؤ پنت امتئے حکومت پناہ کو

یوں تحریر کرتے ہیں —

सकल गुणालंकरण अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित स्वामी गोसावी यांसी : - पोष्य बाजीराव बल्लाळ कृतानेक नमस्कार विनंति उपरि येथील कुशल जाणून स्वकीय कुशल लिहीत असलें पाहिजे. विशेष.

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ترجمہ بخدست آراستہ بہمہ صفات و دولت جاوید راجہاں
راج شری (مقبول بارگاہ شاہی صاحب گنجینہ شاہانہ)
بہکونت راؤ پندت قادر بر نفس خود —

منجانب باجی راؤ بالاجی بعد از سلام و کورنش بے شمار
عرض مدعا یہ ہے - یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و
عافیت مطلوب —

ان خطوط و فرامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرہٹی
مواصلت پر فارسی زبان کا کس قدر گہرا رنگ چڑا گیا
تھا تمام مثالیں خاص مرہٹے لوگوں کی خط و کتابت کی
دی گئی ہیں ورنہ جہاں مواصلت مسلمانوں سے ہے وہاں
جہلے کے جہلے اور فقرے کے فقرے فارسی ہیں —

مرہٹی خط و کتابت میں اب سے دس پندرہ برس پہلے
تک آداب و القاب اور مزاج پوسی وغیرہ کا وہی طریقہ
جاری تھا جو ہندوستان میں فارسی یا اردو خط و کتابت
میں تھا - یا اب بھی ہے - مثلاً —

” دام دولتہ “ بندہ “ یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی
خیر و عافیت مطلوب وغیرہ اکھنڈے کا طریقہ عام طور
پر رائج تھا —

(۳۲) مرہٹے راجاؤں اور سرداروں کی مہریں بھی
مسلمان بادشاہوں یا امرا کی مہروں کی نقل تھی - اول
اول ان کی مہریں فارسی میں ہوتی تھیں لیکن شیواجی

نے جب تاج پہنا اور خود مختار راجہ کی حیثیت اختیار کی تو اور تبدیلیوں کے ساتھ مہروں میں بھی تبدیلی پیدا ہوئی اور بجائے فارسی کے مرہٹی یا سنسکرت میں مہریں کندہ ہونے لگیں لیکن یہ تبدیلی بھی مثل دوسری تبدیلیوں کے جن کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں، صرف ظاہر تھی۔ ان مہروں پر حروف اگرچہ مرہٹی یا سنسکرت کے ہوتے تھے، لیکن اصل عبارت فارسی کا ترجمہ ہوتی۔ مثلاً فلاں بندہ فلاں راجہ، یا اسی مطلب کو فارسی طرز پر مبالغہ یا استعارات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے —

مسلمانوں سے قبل بھی مہریں ضرور ہوں گی، مگر اُن کا حال فی الحال ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لیکن اس میں ذرا شبہ نہیں کہ مرہٹوں نے مہروں کا یہ طریقہ مسلمانوں سے لیا اور اُن کے دیکھنے سے یہ اس صاف طور سے معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں ہر دو قسم کی چند مہروں کی عبارت نقل کی جاتی ہے —

شیواجی کی والدہ کی مہر فارسی میں تھی اور اُس کے الفاظ یہ تھے ”ججبابائی والدہ راجہ شیواجی“ دیانت راؤ جو علی عادل شاہ کا دفتر دار تھا۔ اُس کی مہر بھی فارسی میں تھی۔ اور اُس کے الفاظ یہ تھے —

”دیانت راؤ بندہ علی عادل شاہ“

مہر راجہ شیواجی مہاراج प्रतिपच्चंदरेखेव वर्धिष्णुर्विश्ववदित्ता
शाहसूनो शिव स्यैषा मुद्रा भद्राय राजते

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ترجمہ - شیواجی ابن شاہ جی کی یہ مہر ہلال یک شبہ
کی مانند خوبصورت ہے ۔ جو ہر روز بڑھتا ہے
اور جس کی تمام دنیا عزت کرتی ہے —
فارسی - ”ایں مہر شیواجی ابن شاہ جی خوش نما ہے پچھو
ہلال یک شبہ کہ ہر روز فزاید و مقبول ہے
عالم است“ مہر بالاجی باجی راؤ پیشوا سنہ
(۱۷۴۰ م تا سنہ ۱۷۶۱)

श्री राज शाहू छत्रपति हर्षनिधान । बालाजी बाजीराव मुख्य प्रधान ॥
ترجمہ - راجہ ساہو چہتر پتی منبح ہے بہجت و مسرت بالاجی
باجی راؤ وزیر اعظم او —
مہر جوتیا جی کیسر کر جو ساہو مہاراج کے ساتھ
قید میں تھے —

राजा शाहू चरणी तत्पर । कृष्णाजीसुत जोत्याजी केसर ।
ترجمہ - خاک پاے قدوم راجہ ساہو ، جوتیا کیسر کراں
کرشنا جی

महर्षि आदि पुरुष प्रशस्तिपत्रिका
श्री आर्ष आदि पुरुष प्रशस्तिपत्रिका
श्री राजा शिवछत्रपति स्वामी कृपा निधी । तस्य परशुराम त्रिबक प्रतिनिधि ॥
ترجمہ - شری راجہ شیواجی چہتر پتی منبح مسرت و
بہجت ، وزیر او پر تیندی پرشرام ترنبک
مہر - بھیرو موریشور پیشوا مہاراجہ شاہو —

श्री राजा शाहु नरपाति हर्ष निधान । मोरेश्वर सुत भैरव मुख्य प्रधान ॥
 ترجمہ - شری راجہ شاہو ، صاحب عالمیان ، منبع مسرت
 و بہجت ، بہیرو ابن موریشور وزیر اعظم اور
 غرض اس قسم کی مہرین دوسرے مرہٹے سرداروں کی
 بھی ہیں اور ان کے دیکھنے سے ہمارے بیان کی پوری
 تصدیق ہوتی ہے —

مورّی طریقتہ تحریر

(۳۳) مرہٹی میں کتابت کے دو طریقے ہیں۔ ایک
 بالبودہ دوسرا مورّی —
 بالبودہ صاف اور خوش خط ہے جو ہاتھ روک کر لکھنا
 پڑتا ہے۔ مورّی رواں اور تیز خط ہے جو مسلسل لکھا
 جاتا ہے گویا یوں سمجھنا چاہئے کہ بالبودہ ہمارا نستعلیق
 ہے اور مورّی خط شکستہ —

عام طور پر یہ روایت مشہور چلی آرہی ہے کہ مورّی
 حروف بالبودہ یا ناگری حروف سے کسی قدر تغیر کے ساتھ
 بنائے گئے ہیں اور اس کا موجد ہیمادری پنت یا ہیماڑ پنت
 دفتر دار راجہ راڈ اور راجہ رام دیوراؤ ، راجگان دولت آباد
 تھا۔ ان دونوں مرہٹے راجاؤں کی حکومت سنہ ۱۲۶۰ ع
 سے سنہ ۱۳۰۷ ع تک رہی —

یہ روایت تاریخی لحاظ سے بھی صحیح معلوم ہوتی

سرہتی زبان پر فارسی کا اثر

ہے۔ سنہ ۱۲۶۰ ع سے قبل کے جتنے خطوط اور فرامین سرہتہ سرداروں کے پائے کئے ہیں وہ یا تو پتھروں اور تانبے کے پتروں پر کندہ ہیں یا تار کے پتوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ غرض یہ تحریریں اسی قسم کی چیزوں پر پائی جاتی ہیں جن پر لکھتے وقت ہر حرف کے وسط اور آخر میں ہاتھ روکنا پڑتا ہے۔ اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ اُس زمانے میں معمولی خط وغیرہ بھی تار کے پتوں، چمڑوں وغیرہ پر لکھے جاتے تھے۔ ایسی چیزوں پر لکھنے کے لئے بالبودہ ہی کا طریقہ تحریر زیادہ مناسب اور سوزوں ہے۔ ایک ایسا طریقہ کتابت جو سوزی کی طرح آسانی اور تیزی کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے ہرگز پتھروں، تانبے کے پتروں، چمڑے، کپڑے، یا تار کے پتوں کے لئے سوزوں نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُس وقت سوائے بالبودہ کے کوئی دوسرا طریقہ رائج نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی اور اسی لئے کسی کو سوزی جیسے کسی دوسرے طریقہ کتابت کے ایجاد کا خیال بھی نہ آیا۔ علاءالدین نے دیوگڑی یا دولت آباد کو سنہ ۱۲۹۳ ع میں فتح کیا ہرپال راؤ دولت آباد کا آخری راجہ اور رام دیو کا داماد سنہ ۱۳۱۸ ع میں سلطان مبارک کے ہاتھ سے مارا گیا اور دولت آباد ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ اُس زمانہ کی ایک قلمی کتاب جس کا نام

پوشورام اُبدیش ہے اب پائی گئی ہے اور اس وقت مسٹر راجوارے کی ملک ہے۔ یہ کتاب عالم نجوم کے متعلق ہے۔ اس میں تار کے پتوں اور پارچہ وغیرہ پر ضروری نجومی اشکال کھینچنے کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ اس پر اختتام کتاب کا سنہ ۱۲۷۸ شکی لکھا ہوا ہے جو عیسوی سنہ ۱۳۵۶ ہوتا ہے۔ یہ کتاب انتزاع حکومت دولت آباد (سنہ ۱۳۱۸ ع) سے آٹھ سال بعد شروع کی گئی اور بیس سال میں ختم ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس سے قبل تار کے پتوں اور پارچہ پر لکھنے کا طریقہ رائج تھا۔ بھگوت گیتا کی مشہور سرہتئی تفسیر دنیا نیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع یعنی راجہ رام دیو کے زمانے میں ختم ہوئی۔ اُس میں تار کے پتوں اور چہرے وغیرہ پر لکھنے کے بارے میں ضمناً بارہا ذکر آتا ہے۔ دوا سی اسناد یا عطیات سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے قبل تانبے کے پتوں پر دیے جاتے تھے۔ چنانچہ اس زمانے کے اس قسم کے تانبے کے پتر بہت سے دستیاب ہوئے ہیں بلکہ یہ رواج اس سے تین سو چار سو برس بعد تک بھی جاری رہا۔ فرماں روایان اسلام، شیواجی، اور پیشواؤں کے وقت کے اکثر تانبے کے پتر جو اس زمانے کے ہیں اُن سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ غرض یہ کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک خاص خاص حالتوں میں تار کے پتے، پارچہ

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

چہرہ وغیرہ تحریر کے لیے کام آتے تھے۔ لیکن اس زمانے کے لگ بھگ یعنی سنہ ۱۳۲۶ ع میں یا اس سے ذرا قبل کتابت کی غرض سے ایک اور نئی شے کا رواج بھی شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ کاغذ تھا۔

بھگوت گیتا کی مرہٹی تفسیر دنیا نیشوری میں جو سنہ ۱۲۹۰ ع میں ختم ہوئی، کئی مقام پر بعید سا کنایہ کاغذ کے متعلق پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ آیا ہے —

पाटिया वरिती आखरें । पुस्तां येती जोसं कै ॥

ترجمہ۔ بات کے لکھے ہوئے حروف جسے ہم ہاتھ سے متا سکتے ہیں —

مستترجح وارے جو ایک مشہور مرہٹی مورخ ہیں وہ بات کے معنی کاغذ کے لیتے ہیں —

یہ محض قیاسی بات نہیں ہے کہ کاغذ کا استعمال اس زمانے میں اس طرف شروع ہو گیا تھا۔ مکندر جح دنیا نیشور کا ہم عصر تھا بلکہ اس سے کچھ پہلے ہی ہوا ہے۔ اس کی کتاب دیویک سندھو کا اصل نسخہ کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ وہ اب تک موسن آباد میں اُس کے شاگردوں کی اولاد میں چلا آ رہا ہے۔ اس کتاب کے حروف بالبودہ یا ناگری ہیں اور اسی طرح کے لکھے ہوئے ہیں جیسے کہ ہم یاد ہو راجاؤں کے زمانے کی تحریریں پتھوروں یا تانبے کے پتروں پر پاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا نیشور

اور مکندراج کے عہد کے لوگوں کا کسی قدر رجحان کاغذ کے استعمال کے متعلق اس سے بھی کچھ پہلے ہو چلا تھا ؛ یعنی تیروہویں صدی کی ابتدا میں ۔ اسی زمانے میں ہیماذری نے جو یادھو راجاؤں کے دفاتر کا افسر اعلیٰ تھا ، مرہٹواڑی میں موزی طریقہ تحریر کا رواج دیا ۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے موزی کا رواج دیانیشوری سے قبل ہو چکا تھا ۔ کیونکہ شاعر ایک جگہ لکھتا ہے کہ (باب ۴ بیت ۲۴)
 داہاچی تیہا فاڈی (غلط حرور پہاڑ تالے)
 یہ ظاہر ہے کہ تانبے کے پتر نہیں بھت سکتے اور غلط حرور کا اُن میں سے پہاڑ کر پھینک دینا بھی ممکن نہیں ۔ اس سے مطلب کاغذ کا ہے ۔ کیونکہ کاغذ ہی پر سے غلط الفاظ آسانی سے پہاڑ کر پھینک سکتے ہیں ۔
 دیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع میں اتمام کو پہنچی ۔ اور ہیماذری یا ہیماذرت سنہ ۱۲۶۰ ع سے یادھو راجاؤں کا دفتر دار تھا ۔ اُس وقت مسلمانوں کی حکومت کو شمالی ہند میں قائم ہوئے اسی نوے برس گزر چکے تھے ۔ یہ امر یقینی ہے کہ یادھوؤں کے زمانے میں مرہٹے مسلمانوں کو جاننے پہچاننے لگے ہوں گے اور اُن کا کاغذ بھی مسلمان تاجروں کے ذریعے مرہٹوں کے ملک میں پہنچ گیا ہوگا ، یا خود مرہٹوں نے کاغذ بنانا سیکھ لیا ہوگا ۔ موزی اسی زمانے میں پہلے پہل رائج ہوئی اور اس کے رواج کی

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ایک وجہ کاغذ بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ جب تک کاغذ کا رواج نہ ہوا ہوگا اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو اشیا اس وقت تک تحریر کے لئے مستعمل تھیں وہ موری کے لئے مناسب نہ تھیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بالبوڈہ سے موری طریقہ کتابت کے پیدا کرنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ ذرا سے غور کے بعد یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ اس خیال کا باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا۔

اول - موری کا لفظ شکستہ کا ترجمہ ہے۔ اور کوئی دوسرا لفظ اُس کے لئے مرہٹی یا سندھرت میں نہیں پایا جاتا۔

دوم - مسلمانوں کے قبل اس کا مطلق رواج نہ تھا۔ سوم - کاغذ مسلمانوں نے رائج کیا۔ اور جب کاغذ مرہٹوں کے ملک میں پہنچا تو اُس وقت موری کی ایجاد کا موقع پیدا ہوا۔ کیوں کہ پارچہ ، چہرے ، بھوج پتر ، یا تانبے کے پتروں پر موری کا لکھنا ممکن نہ تھا۔ یہ ثبوت اس امر کا ہے کہ موری خط کی ایجاد مسلمانوں کے آنے سے قبل نہیں ہوسکتی تھی۔ اگر ہوتی بھی تو بیکار ہوتی۔ اس لئے کہ استعمال کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔

چہارم - چوں کہ فارسی کا شکستہ خط موجد تھا لہذا

اُسی طرز اور نمونے پر موڑی کی کتابت بھی
ایجاد کر لی گئی —

غرض موڑی کے وجود میں آنے کا اصل اور صحیح
باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا۔ اور چونکہ خود
شکستہ خط بھی اسی غرض سے ایجاد ہوا تھا کہ تحریر کا کام
آسانی اور تیزی سے ہو سکے جو نستعلیق سے ممکن نہ تھا
اسی غرض اور نمونے پر موڑی کا طریقہ کتابت بھی مرہٹوں
نے وضع کیا۔ فارسی نے جہاں مرہٹی زبان پر اور بہت
سے اثرات ڈالے تھے وہاں اس کے طریقہ کتابت پر بھی
ایسا اثر ڈالا کہ اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک مرہٹی
زبان دنیا میں قائم ہے —

عوام میں ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ہیما داری
موڑی سیلون سے لایا۔ یہ روایت محض بے بنیاد اور
تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ سیلون میں نہ موڑی
تھی، نہ بالبودہ۔ اس لئے اس کا وہاں سے آنا ایک بے
جور سی بات ہے۔ دوسرے موڑی حروف کچھہ لئے یا غیر
نہیں ہیں۔ یہ شکستہ کی تتبع میں بالبودہ حروف سے
تھوڑے سے تغیر کے ساتھ آسانی کے لئے بنا لئے گئے ہیں۔
بعینہ جیسے شکستہ خط کے حروف نستعلیق سے۔ اگر گزشتہ
چار پانچ صدیوں کے موڑی حروف کو غور سے دیکھا جائے
تو ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہو جائے گی۔

چودھویں اور پندرھویں صدی کی مورتی آج کل کی مورتی کی نسبت بالبدونہ سے بہت زیادہ قریب تھی۔ چودھویں صدی سے لے کر اب تک کے ایسے پچیس خطوط و فرامین کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو اس کا کامل یقین ہو جائے گا کہ مورتی بالبدونہ کے حررت کی دوسری صورت ہے جو محض آسانی اور تیز فوسکی کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اب جو ہمیں مورتی اور بالبدونہ میں فرق معلوم ہوتا ہے تو وہ جادو قلم منشیوں کا اعجاز ہے جو پانسو سال سے برابر اُس میں تصرف کرتے چلے آتے ہیں۔

یاد ہو (یا جانو) سلطنت کی حدود جنوب میں دور تک پہنچ گئی تھیں۔ اور ممکن ہے کہ اس سلطنت کا مشہور دفتر دار جو مورتی کا بانی ہوا ہے وہ جنوب کی طرف گیا ہو اور اُس نے وہاں کے دفاتر کا معائنہ کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جاترا کے لئے رامیشور پہنچا ہو۔ ”جہاں اب بھی خوش عقیدہ اور متقی ہندو جاتے ہیں۔“ اور وہاں سے واپسی کے بعد عام حکم نامہ دفاتر میں مورتی کی ترویج کا جاری کیا ہو۔ اس پر سے لوگوں نے مشہور کو دیا کہ یہ فیما نفعہ سیلون سے آیا ہے۔ چون کہ عام لوگوں کے خیال میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ یہ فارسی شکستہ خط کی نقل ہے، اس لئے سیلون والی روایت آسانی سے مشہور ہو گئی۔

مرہٹی شاعر

شاعری طبعاً انسان کو مرغوب ہے اور اُس نے قوموں پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ اور بعض اوقات بڑے بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زبان کے عام ادب میں اول درجہ شاعری کا ہے اور اس کے بعد نثر کا۔ علامہ اس کے تقدم زمانی ہی شاعری ہی کو حاصل ہے۔ ادبیات کے میدان میں اول شاعری ہو کا قدم آتا ہے۔ یہی کیفیت مرہٹی زبان اور مرہٹی علم ادب کی ہے۔ مرہٹی عالم اب کی ابتدا بارہویں صدی کے شروع سے ہے اور سب نظم میں ہے۔ بارہویں، تیرہویں اور چودھویں صدی کی مرہٹی ملی جلی تھی۔ یعنی آدھی مرہٹی اور آدھی پراکرت۔ مرہٹی کے ابتدائی شاعر کلیتاً ماں بھڑ تھے۔ یہ لوگ مذہبی تھے اور ان کا اپنا الگ فرقہ تھا۔ یہ اپنے مذہبی کلام کو غیروں سے چھپاتے تھے۔ اُس لئے اس کی اشاعت نہ ہوئی۔ لیکن جہاں تک ان کی کتابیں یا نظمیں دیکھنے میں آئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی معمولی درجے کی ہیں اور مطلقاً قابل لحاظ نہیں۔ مگر ماں بھاؤں کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے بجائے سنسکرت کے اپنے تمام خیالات مرہٹی میں ادا کئے۔ اس سے اُن کی دور اندیشی کا اندازہ ہوتا ہے اور غالباً

یہی وجہ ہے کہ اس فرقے کے پیرو غیر برہمن ہیں
 حالاں کہ اس کا بانی ایک برہمن تھا جو ذات باہر
 کر دیا گیا تھا - پھر حال مان بھاؤن کو یہ فضیلت اور
 تقدم حاصل ہے کہ سب سے اول انہوں نے اس زبان میں
 لکھنا شروع کیا جو سہاراشتر میں عام دُور بولی اور
 سمجھی جاتی تھی —

مرہٹی شعرا اکثر درویش اور صرفی منش لوگ تھے
 ان کا زمانہ تیرھویں صدی کے بعد کا ہے - انہوں نے
 اپنی نظموں میں کہیں اپنا ذکر نہیں کیا - شاذ و نادر
 کثایتاً یا اشارتاً ایک آدھ بات آدھی تو آگئی ورنہ اُن
 کی نظمیں ان باتوں سے بالکل خالی ہیں - لہذا ان کے
 حالات کا معلوم کرنا دشوار ہے - البتہ پرانی روایتیں اور
 کراماتیں مشہور چلی آرہی ہیں لیکن وہ درجۂ اعتبار
 سے سقط ہیں ، اس لئے بہت کچھ قیاس سے کام لینا
 پڑتا ہے - یہ لوگ دنیا سے بے تعلق یا دنیوی واقعات سے
 بالکل بے خبر تھے اور خبر 'بھی ہوتی تو انہیں اس
 قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی نظموں میں ان کا ذکر
 کریں - وہ پریشور کی بھگتی میں مصروت رہتے اور
 اُسی کی حمد و ثناء کے کیت گاتے تھے اور یہ نظمیں محض
 خدا یا اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے لکھتے تھے - ان
 میں سے ہر ایک کا دیوتا الگ تھا - مثلاً ایکداتھ اور

داسوپنت (۱۵۵۰ - ۱۶۱۵) کا دیوتا دتاتریہ تھا - تکارام اور نام دیو پندھرپور کے دیوتا وٹھوبا کی پرستش کرتے تھے - رام داس اور سوروپنت، رام کے پجاری تھے -

ان شعرا کی ساری شاعری اپنے اپنے دیوتاؤں کی صفت و ثناء یا پند و موعظت پر مشتمل تھی - مرہٹی شاعری میں عشق و محبت، شراب و کباب، گل و بلبل نام کو نہیں - یہ مہاپرش عورت کو راہ نجات میں حائل اور اپنی بھگتی کا ہارج سمجھتے تھے اور اس لئے اس کے ذکر سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے - حالاں کہ عشق و محبت سنسکرت اور ہندی شاعری کی جان ہے اور ان کے شعرا نے اس مضمون پر ایسے پورے اور لطیف خیالات کا اظہار کیا ہے جو دوسرے ملک کی شاعری میں مشکل سے ملیں گے - مرہٹی شاعر کا سب سے بڑا مقصود دیوتا یا خدا کی پرستش اور عبادت ہے - وہ کہتا ہے ”مجھے کھانا نہیں چاہئے“ ”مجھے اولاد نہیں چاہئے مگر میں چاہتا ہوں کہ ناراین میوے دل میں بسا رہے“ (تکارام) -

شیواجی نے بہت سے بیش قیمت تحفے تکارام کو بھیجے اور اپنے دربار میں بلایا - لیکن اُس نے وہ تمام روپیہ پیسہ اور نذرانے وہیں غربا و مسکین میں تقسیم کر دیئے اور مہاراج کو یہ جواب کہلا بھیجا ”میں تمہارے پاس آؤں تو کیوں آؤں؟ اس میں صرت آنے جانے کی زحمت

موہٹی زبان پر فارسی کا اثر

ہوگی۔ میں تم سے کھانا نہیں مانگتا۔ بھیک میرا سب سے بڑا داتا ہے، اب رہے کپڑے، سو میرے پاس بہت سے چیتہڑے موجود ہیں۔ پتھر میرا بچھونا ہے اور آسمان میرا اور ہذا ہے۔ لوگ شاہی درباروں میں عزت کے لئے جاتے ہیں، لیکن کیا انہیں وہاں اطمینان قلب بھی حاصل ہے؟ شاہی دربار میں صرت امیروں کی عزت ہوتی ہے، دوسروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ جب میں لوگوں کو فاخرۃً لباس پہنے دیکھتا ہوں تو مجھے موت یاد آتی ہے۔ اگر تم میرے اس جواب سے ناخوش ہو تو ہری (خدا) مجھے نہیں چھوڑ دے گا میں غریب و بیکس نہیں ہوں کیوں کہ میں نے ہمیشہ کے لئے اپنے تئیں خدا کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ میرا معاف اور مجھے غذا پہنچانے والا ہے۔ میں تمہارے پاس آکر کیا کروں؟ اُمید کو میں نے کم کرتے کرتے صفر تک پہنچا دیا ہے۔“ غرض اس قسم کی متعدد مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درویش شاعر مال و دولت اور جاہ و ثروت کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے —

حب وطن کا خیال، جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے، بالکل جدید ہے۔ تاہم دنیا میں ہر جگہ یہ پایا جاتا ہے کہ لوگوں کو اپنے ملک و قوم سے خاص محبت ہوتی ہے۔ مہاراشٹر کا سب سے بڑا شاعر مکتیشور کہتا ہے کہ :

”مہاراشٹر تھام مہالک کا بادشاہ ہے۔ اس کے

خوت سے دیوتا تک شرمندہ ہیں۔“

اسی طرح ایک دوسرا شاعر کرشن دیار لکھتا ہے کہ

”جب مہاراج شیو (شیواجی) نے نجات حاصل

کی (یعنی انتقال کیا) تو تارے (یعنی سرخ

لوگ) جذوب میں آئے اور انہوں نے بلادہ

فتح (بیجاپور) کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے

قوم پر بڑی مصیبت نازل ہوئی۔“

یہاں ”سرخ لوگوں“ سے مراد مغل ہیں۔ اور اس

مصیبت سے مراد اورنگزیب کی فتح و کامیابی ہے جسے

شاعر ”سرخ لوگوں کا بادشاہ“ کہتا ہے۔

اس قسم کے اشعار سرہتی شاعروں کے ہاں بہت کم

بلکہ شان ہیں۔ ورنہ ان کا ”تکیہ خیال“ زیادہ تر عقبی اور

آخرت ہے۔ دنیاوی معاملات سے بہت کم بھٹ کرتے ہیں۔

سرہتی شاعر نہ تو عالم تھے اور نہ اُن کا شمار اچھے

پڑھے لکھے لوگوں میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً رام داس، تکارام،

فام دیو، وغیرہ جن کی شہرت عام ہے اور جن کا نام

بڑے ادب و احترام سے لیا جاتا ہے، اسی قسم کے شاعر تھے۔

موروپنت، ایکماتھ، سکتیشور، سریدھر وغیرہ سنسکرت سے واقف

تھے، لیکن عالم انہیں بھی نہیں کہہ سکتے۔ البتہ رکھونا تھ پندت

اور واسن پندت بڑے عالم تھے اور انہوں نے عموماً سنسکرت

کی شاعری کی تقلید کی ہے یا سنسکرت کی بعض نظموں کا ترجمہ کیا ہے۔ اب تک تیروہویں صدی سے انیسویں تک چھوٹے بڑے تین سو شاعروں کے نام معلوم ہوئے ہیں اُن میں سے مساکر کے چھ سات ایسے نکلیں گے جنہیں عالم یا اچھے بڑھے لکھے کہہ سکیں۔ مرہٹی شاعری کا بڑا سرچشمہ سنسکرت کی مشہور آفاق نظمیں رامین و سہابھارت ہیں۔ اکثر شعرا نے انہیں دو مقدس کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے۔ یہ درویش شاعر فصاحت اور صحت و نعت کے قواعد کی بہت کم پروا کرتے تھے یہاں تک کہ برہمن شاعر رام داس بھی اس کی پابندی نہیں کرتا —

اسی سات صدی کے عرصے میں جو مرہٹی شعرا ہوئے ان کی تقسیم ان کے کلام کے لحاظ سے سرسری طور پر اس طرح ہوسکتی ہے —

۱- ویدانتی شعرا۔ مثلاً دینانیشور، مکندراج، ایکھاتھ، واسن پندت وغیرہ۔ ان کی شاعری ویدانت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ اہل دنیا کو راہ نجات کی طرف متوجہ کرتی ہے —

۲- بھگتی شعرا۔ یعنی وہ شاعر جو پریمیشور یا دوسرے دیوتاؤں کی حمد و ثناء کا گیت گاتے ہیں۔ اُن کی شاعری کا مقصد محض عبادت ہے۔ ان میں سربراوردہ نام دیو، تکارام، رام داس، مہی پتی وغیرہ ہیں۔ ان

میں سے رام داس اور تکارام کبھی کبھی لوگوں کو پند و نصیحت کی شیرینی سے رجھاتے ہیں اور گاہ گاہ دنیاوی معاملات پر بھی کچھ کہہ جاتے ہیں —

۳- وہ شعرا جن کی شاعری بیانہ ہے ، وہ ہیں جن کا ماخذ راماین اور مہابھارت ہیں اور انہیں کے مناظر یا قصوں کو مرہٹی نظم میں بیان کرتے ہیں ۔ ان میں مکتیشور ، موروپنت ، رگھوناتھ پندت زیادہ مشہور ہیں ۔ واسن پندت اور ایکناتھ کی شاعری کا بھی ایک حصہ اس تحت میں آجاتا ہے —

لیکن ایک نہایت عجیب بات ان مرہٹی شعرا کے متعلق یہ ہے کہ ان میں سے تقریباً سب کے سب اور خاص کر اعلیٰ درجے کے شاعر اس زمانے میں ہوئے جب کہ ان کے ملک کے فرماں روا مسلمان بادشاہ تھے ۔ البتہ فاسور اور ممتاز شعرا میں مکند رائے اور دانیشور دو ایسے شخص ہیں جن کا زمانہ تیرھویں صدی کا ہے یعنی وہ زمانہ جب کہ مسلمانوں کا تسلط مہاراشٹر پر نہیں ہوا تھا اور موروپنت پیشواؤں کے عہد میں تھا ۔ ورنہ نامدیو ، ایکناتھ ، جماردھن ، مکتیشور ، واسن ، رگھوناتھ پندت ، کرشن دیارنو ، مادھو سنیشور ، سری دھر ، رام داس ، تکارام ، انند تندیئے وغیرہ یہ سب اسلامی عہد ہی میں پھولے پھلے اور اُسی زمانہ حکومت میں اس دنیا سے سدھار گئے —

دوسرا عجیب واقعہ یہ ہے کہ مرہٹی کے اکثر بھکتی شاعر سوجودہ رقبہ ریاست حیدرآباد دکن میں یا اس کے آس پاس کے علاقے میں گذرے ہیں۔ نام دیو اور پرلہاک باوا پرندہ پور کے رہنے والے تھے۔ ما دھومیشور، سندور وارہ قریب بھڑکن ضلع اورنگ آباد کا متوطن تھا۔ امرت رائے خاص اورنگ آباد کا تھا۔ کرشنا دیانو اور مکند راج، امبا جو گائی یعنی مومن آباد ضلع بیڑ (ریاست حیدرآباد) کے باشندے تھے، رام داس جام کا رہنے والا تھا جو راکھش بھون کے قریب ضلع بیڑ میں واقع ہے۔ داسو پنٹ، ناراین پیٹھ کا، رام ولبھہ داس اور رام جوشی شولاپور کے، رگھو ناتھ اور سری دھر، ناز (قریب برندھر) کے، اچت گت کاشی بھرم ضلع فاسک کا، شیخ محمد چہارگنڈہ ضلع احمد نگر کا، دیوناتھ شری نور واقع برار کا، اور گورا کھار تیر ضلع عثمان آباد کا رہنے والا تھا۔ یہ درویش شاعر تقریباً سب کے سب طبقہ متوسط کے لوگ تھے۔ ان میں اکثر دیشستھہ برہمن پائے جاتے ہیں خصوصاً کلکرنی اور دیش پاندے۔ کوکنستھہ برہمنوں کا نام ان درویش شاعروں اور سادھوؤں کی فہرست میں نہیں آتا۔ اس میں شک نہیں کہ علاوہ برہمنوں کے ان میں دوسری ذات کے لوگ بھی شریک ہیں مثلاً ساؤنتا مالی، روہی داس چہار، گورا کھار، چوکھلا میلا مہار (تھیڑ) اور اس کی بیوی، بودھلے باوا مرہٹہ، نامدیو درزی شیخ محمد اور محمد سلطان دونوں مسلمان۔ ان

لوگوں کی شاعری اب تک موجود ہے۔ یہ سب فقرا یا سادھو تھے۔ یہاں تک کہ ان کی وجہ سے مرہٹی زبان میں شاعر کا لفظ درویش یا سادھو کے ہم معنی ہو گیا ہے۔ —

مرہٹی کے فلک شاعری پر یہ چھ شاعر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہینانیشور، تکارام، رام داس، ان تینوں کے کلام میں شاعرانہ آم اور بے ساختہ پن پایا جاتا ہے اور فطرتاً شاعر پیدا ہوئے ہیں۔ باقی تین، واسن پنڈت، سور وپنت اور سُکتیشور ہیں۔ ان کے کلام میں تکلف اور صنعت کا دخل زیادہ ہے۔ —

میں ان شعرا کے کلام پر زیادہ تبصرہ کرنا نہیں چاہتا کیوں کہ یہ میرے مقصد سے باہر ہے۔ لیکن یہاں ایک خاص امر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جسٹس رافائے مرحوم اور ان کے مقلدین نے جہاں مرہٹہ حکومت کی ابتدا اور فروغ پر بحث کی ہے وہاں منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ان شعرا کو بھی قرار دیا ہے۔ ان کا دھویں ہے کہ یہ مرہٹی شاعر اور سادھو تھے جنہوں نے اس انقلاب کی داغ بیل ڈالی، لوگوں کو اس طرت متوجہ کیا، انہیں قومیت کا خیال سنبھالیا اور شہواجی جیسے اولوالعزم شخص کو پیدا کیا جس نے آخر ملک میں مرہٹوں کی حکومت قائم کی۔ ہمیں ان کی اس رائے سے

اتفاق نہیں۔ اول تو ہندوستان میں شاعروں کو ایسی باتوں سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ وہ سیاسیات کے کوچے میں بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتے، ان کی جولانیوں کے میدان ہی دوسرے ہیں۔ دوسرے مرہٹی شعرا کی شاعری اور بھی زیادہ محدود ہے، انہیں تو اس کی ہوا تک نہیں لگی تھی۔ ان کے کلام کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے (جس کا مختصر ذکر میں اوپر کرچکا ہوں) کہ یہ لوگ درویش صفت اور صوفی منش تھے، انہوں نے یا تو راماین و سہاہارت کے قصے فظم کئے یا اپنے دیوتاؤں اور پرمیشور کی حمد کے گیت گائے یا مذہبی اور اخلاقی نصیحتیں لوگوں کو کیں۔ وہ پرمیشور سے لو لگائے اپنے دھیان اور بھگتی میں مگن رہتے تھے، انہیں دنیاوی معاملات اور خاص کر سیاسیات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ فرنچ ریولیوشن (انقلاب فرانس) کی تاریخ پڑھتے وقت جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سورخین اس کے اسباب کا کھوج لگاتے لگاتے روسیو، والتیر وغیرہ تک پہنچے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہی انشا پرداز اور حکیم تھے جن کے خیالات نے اس انقلاب عظیم کا بیج بویا، جو اُگا، بڑھا، پھلا اور پھولا اور اس عجیب و غریب انقلاب کا باعث ہوا، تو ہمارے دل میں بھی گدگدی ہوتی ہے اور ہم بھی اپنے ملک کے واقعات و تغیرات کو اسی نظر سے

دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے حالات میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ۔ حال کے سرہتے مورخوں نے یہی غلطی کی اور اپنے شاعروں اور سادھوؤں کو روسیو اور والتیر وغیرہ کا قایم مقام فرض کر لیا ۔ حالاں کہ ان کے خیالات اور کلام میں کوئی نسبت نہیں ۔ یہ بعض تقلید ہے اور تقلید بھی ایسی کہ واقعات اس کی مطلق تائید نہیں کرتے ۔ اُس زمانے کے شعرا اور خاص کر سرہتے شاعروں سے یہ توقع کرنا کہ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں حب وطن اور حب قوم کا جذبہ پیدا کیا اور ان کے دلوں کو اپنے پرتائیر کلام اور انقلاب انگیز خیالات سے گرمایا اور سیاسی انقلاب کا باعث ہوئے، ایک خیالی اور فرضی تصویر ہے جو دل خوش کن تو ہے مگر واقعات کے سراسر خلاف ہے۔

بعض سرہتے اور دوسرے مورخوں نے بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ شیواجی کا بنانے والا اس کا گرو رام داس تھا اور شیواجی نے جو یہ عروج حاصل کیا وہ اُسی کی کرامات تھی ۔ لیکن کوئی مؤرخ 'خواہ وہ اس خیال کا کیسا ہی ماننے والا کیوں نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ رام داس سے شیواجی کی ملاقات اُس وقت ہوئی جب کہ اُس کی عمر اکیس برس کی تھی ۔ حالاں کہ شیواجی اس سے کہیں پہلے اُس میدان میں قدم رکھ چکا اور اوت مار شروع کر چکا تھا ۔ وہ اس سے بہت قبل اپنے منصوبے طے کر چکا اور اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکا تھا ۔ اپنے آئندہ

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

طرز عمل کے متعلق کوئی خاص بات ایسی نہ تھی جس کا فیصلہ وہ اس وقت نہ کر چکا ہو۔ چنانچہ اس کی مہر کے ”نقش نگین“ سے صاف ظاہر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے —

”ہلال کی مانند بڑھتی ہوئی اور دنیا بھر

کی مقبول و محبوب یہ مہر مہاراج شاہ جی کے

فرزند کی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔“

مہر کے یہ الفاظ اُس زمانے کے ہیں جب کہ شیواجی کی عمر ۱۳ یا ۱۴ برس کی تھی یا ایک آدھ سہینہ زیادہ سمجھ لیتے۔ اس زمانے کے کاغذات کے دیکھنے سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ اس وقت ان کی عمر اس سے زائد نہ تھی۔ رام داس کی ملاقات سے کہیں پہلے شیواجی اپنے منصوبے سوچ چکا تھا۔ اور یہ ولولہ اس کے دل میں ملک کی پریشان اور خستہ حالت دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔ احمد نگر کی سلطنت اس وقت بیجاپور اور شالہجہاں کے ہاتھوں کشمکش میں تھی (جنوری سنہ ۱۶۳۷ ع) اور کوکن اور گھات ماتھا (یعنی اضلاع پونا و سوپا وغیرہ) جو سلطنت احمد نگر کا حصہ تھے سلطنت بیجاپور کے قبضے میں آگئے تھے۔ مرہٹے سردار بیجاپور کی اس نئی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور اول اول سنہ ۱۶۵۵ یا اس سے کسی قدر قبل شیواجی نے یہیں سے اپنی اوت مار اور غارت گری کا آغاز کیا۔ اُس وقت اُس کی عمر سترہ یا اٹھارہ برس کی ہوئی — غرض جس چیز نے شیواجی کے سر میں غارت گری

اور بعد ازاں حکومت کا سودا پیدا کیا وہ ملک کی بدانتظامی اور حکومت کی پریشان حالی تھی۔ یہ اثر نہ مہابھارت اور راماین کی کہانیوں کا تھا اور نہ رام دس کی تلقین کا۔ رام داس کہ اس وقت تک اس کے گرو تھے اور نہ شیواجی اُن کا چیلہ۔ اس میں شک نہیں کہ بعد میں گرو کی تلقین نے اُسے اور اُبھارا اور اس کے خیالات میں زیادہ وسعت پیدا کی اور اُسے ہندو قوم کا نجات دہندہ اور ہندو حکومت کا بانی قرار دیا، لیکن اس خیال کی ابتدا نہ گرو سے ہوئی اور نہ مرہٹی شعرا اور سادھوؤں سے۔ اُس وقت کی تاریخ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی ابتوری نے شیواجی کو یہ موقع دیا کہ وہ رفتہ رفتہ غارت گری اور لوٹ مار سے مسند حکومت تک پہنچ گیا۔ اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے، ایسے وقتوں میں اکثر ایسا ہوا ہے اور ہمارے ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ کہنا کہ مرہٹی سادھو سنہ ۱۲۰۰ ع سے مرہٹوں کو اس انقلاب کے لئے قیام کر رہے تھے اور مہابھارت اور راماین کے قصوں نے (جو شعرا نے اپنی فظموں میں بیان کئے) اور رام داس کی تلقین نے شیواجی سے شخص کو پیدا کیا محض فساد ہے جو انگریزی تعلیم یافتہ تاریخ نویسوں کے قیاسات کا نتیجہ ہے۔ یہ قصے یہ کہنا نہیں یہ نظمیں زمانہ قدیم سے تمام ہندوستان اور مہاراشٹر

میں گاٹی اور سنائی جاتی ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس انقلاب کی تیاری اور شیواجی کے ہڈانے کے لئے چار صدی کا عرصہ درکار ہوا ۔ اگر ان سادھوؤں اور شعرا نے اہل ملک کے جذبات کو ابھارا تھا اور ان میں حب وطن اور حب قوم کا واولہ پیدا کیا تھا اور لوگ انقلاب کے لئے تیار بیٹھے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جب شیواجی نے اول اول اپنا کام شروع کیا تو لوگوں نے عموماً اس کا ساتھ نہیں دیا اور سرہٹی سرا میں سے تو ایک بھی اس کے ساتھ نہ تھا ؟ جب اس نے اپنی غارت گری اور لوٹ مار سے نام پیدا کر لیا تو لوگ اس کا ساتھ دینے لگے ۔ لیکن یہ حب قوم یا حب وطن کے جذبات کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ہر دلیر غارت گری کا سیابی پر یہی ہوتا ہے اور اب تک ایسا ہوتا چلا آتا ہے ۔ اگر شیواجی کی کامیابی جمہور کی عام رائے اور حب وطن کے جذبات پر تھی تو کیا وجہ ہے کہ شیواجی کے مرنے ہی رنگ بدل گیا اور یہ قومی جذبات ایک دو نسل تک بھی قائم نہ رہے ؟ رام داس شیواجی کی وفات کے بعد دو سال تک زندہ رہے ۔ ۷۲ کیوں نہ سمجھا جی کو اپنے تہب پر لے آئے ؟ اس کے زمانے میں بھی بہت سے سادھو اور شاعر تھے اور خود اس نے اپنے پاپ کے زمانے میں بہت سوں کو دیکھا تھا ۔ پھر کیوں ان کی تلقین اور قوم

کے جذبات نے اس پر اثر نہ کیا ؟

غرض رام داس کی تلقین اور سرہٹی سادھوؤں اور شعرا نے شیواجی کو نہیں بنایا بلکہ اس کا باعث ملکی حالات و اسباب تھے جن پر مفصل بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔ البتہ ان سادھو شاعروں نے ایک بڑا قابل قدر کام یہ کیا کہ انہوں نے سرہٹی زبان کو زندہ رکھا اور اسے خراب نہ ہونے دیا۔ سنسکرت داں پنڈت سرہٹی کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اس میں لکھنا پڑھنا اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا نیشور سے لے کر شری دھر تک (۱۲۹۰ تا ۱۷۲۸ ع) ہر شاعر نے سرہٹی میں لکھنے کے متعلق معذرت کی ہے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی قوم کے شاعر اسے برا خیال کرتے ہیں۔ فارسی سرکاری اور درباری زبان تھی اور سنسکرت علما کی زبان۔ اس لئے سرہٹی زبان کی اشاعت کا کوئی موقع ہی نہ تھا اگر یہ درویش شاعر اپنے جذبات کا ذریعہ اسے نہ بناتے۔ سرکار دربار میں شعرا کی کوئی زیادہ قدر نہ تھی، ایک سو معمولی درجے کے شاعر راجہ یا کسی امیر کے دربار میں ملازم تھے، باقی نہ کسی کے ملازم تھے نہ کسی کے دربار میں ملازم تھے، وہ محض اپنی قوم کی نجات اور خدا کی خوشنودی کے لئے نظمیں لکھتے تھے؛ انہیں نہ کسی سے صلے کی پروا تھی اور نہ ستائش کی تمنا۔ لیکن بلا واسطہ ایک فائدہ یہ پہنچا کہ

مرہٹی زبان اُن کی بدولت پاک صاف رہی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سنسکرت سے بے بہرہ تھے یا سنسکرت کا علم انہیں اس قدر نہ تھا کہ وہ اپنی نظموں کو پندرہویں کی طرح سنسکرت کے ثقیل الفاظ سے بوجھل بنا دیتے۔ اس زمانے کی نثر کہیں نہیں ملتی اور غالباً نثر اس وقت تھی بھی نہیں۔ بعض نامور اشخاص کے خطوط سترہویں صدی کے قبل یا سترہویں صدی کے اور اکثر اٹھارہویں صدی کے اب تک موجود ہیں۔ ان میں مرہٹی سے زیادہ فارسی اور عربی کے الفاظ ہیں۔ اگر ان شاعروں کا کلام نہ ہوتا تو آج اس زمانے کی مرہٹی کی اصل اور صحیح صورت کا سراغ لگانا بھی مشکل ہو جاتا۔ اس لحاظ سے مرہٹی زبان پر اُن کا بڑا احسان ہے —

ان شعرا کے متعلق ایک بات اور سمجھنے میں نہیں آتی وہ یہ کہ ان میں سے اکثر نے * ”ہندوستانی“ یا ہندی زبان میں بھی نظمیں لکھی ہیں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ ملک کے اس حصے کی زبان ہندوستانی نہیں تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اس زبان میں شعر کہتے تھے؟ ایک بات سمجھ

* ان مرہٹی شعرا کے نام جملہوں نے ہندی زبان میں بھی شاعری کی: ایکنا تھہ (پتسن فوت ۱۵۹۰)۔ دیویداس (اٹھارہویں صدی)۔ امرت رائے (اورنگ آباد سنہ ۱۷۷۰) وائس پندت (فوت ۱۷۹۳)۔ تکارام، دیونا تھہ وغیرہ —

میں آتی ہے کہ چوں کہ اس وقت مرہٹوں کے ملک پر مسلمان حکمران تھے اس لئے بہت سے لوگوں نے ”ہندوستانی“ یا ہندی سیکھ لی ہو۔ جیسے آج کل ہر مذہب و ملت کے لوگ معروضہ سرکار عالی میں اردو بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان فرماں رواؤں اور ان کی دربار کی زبان فارسی تھی، لیکن ان کے ساتھ بہت سے ہندو مسلمان شہال سے آگئے تھے اور اس لئے ممکن ہے کہ یہاں کسی قدر ہندی کا چرچا ہو گیا ہو۔ یا ممکن ہے کہ مرہٹی شعرا کو بھی قلمی داس اور کبیر داس کی طرح ہندی میں کہنے کا شوق پیدا ہوا ہو۔ یہ محض قیاس ہے کرنی تاریخی شہادت اس کے متعلق ناؤید میں نہیں ملتی۔ میں نے اکثر مرہٹی ادیبوں اور عالموں سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن کسی نے تشفی بخش جواب نہیں دیا۔ ان کی رائے بھی قریب قریب وہی ہے جو میں نے ظاہر کی ہے اور محض قیاس پر مبنی ہے۔

اُس زمانے میں فارسی زبان کا وہ زور تھا کہ شاید ہی ہندوستان کی کوئی زبان اس کے اثر سے بچی ہو۔ مرہٹی بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں تھی اور غالباً بعض دوسری زبانوں کی نسبت وہ زیادہ متاثر ہوئی۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ اوراق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

مرہٹے بحیثیت قوم کبھی صاحب علم و فضل نہیں ہوئے جو مختلف زبانیں حاصل کرتے اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ خیالات کو اپنی زبان میں لاتے اور اپنی زبان کو ان جواہرات سے مالا مال کرتے۔ حالانکہ مسلمانوں کی حکومت مدتوں ان کے ملک پر رہی اور ان کے تعلقات ہمیشہ مسلمانوں سے رہے لیکن انہیں کبھی عربی فارسی زبانوں کی تحصیل کا شوق پیدا نہ ہوا۔ سنسکرت کے عالم تو گنتی کے چند تھے بھی لیکن عربی فارسی کا عالم ایک بھی نہ تھا۔ انہوں نے کبھی کسی عربی فارسی کتاب کا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کیا اور نہ عربی فارسی ادب کے چمنستان سے وہ پھول چنے جو ہر ملک کے باشندوں کے دماغ معطر کر دیتے ہیں۔ مرہٹوں میں پچھلی چار صدی میں بہت سے مدبر بہت سے وزیر اور بہت سے بہادر سوار پیدا ہوئے، لیکن حقیقی صاحب علم و فضل اتنے بھی نہیں ہوئے جو انگلیوں پر گنے جا سکیں۔ باوجود اس کے فارسی الفاظ مرہٹی زبان میں بلا تکلف داخل ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ مرہٹی شاعروں کا کلام بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ صرف دیانشور ایک ایسا شاعر ہے (۱۲۷۵ - ۱۲۹۶ ع) جس کا کلام فارسی الفاظ سے پاک ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اُس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے قدم اس حصہ ملک میں نہیں آئے تھے۔ تاہم اس

میں شک نہیں کہ مرہٹی نظم میں بہ نسبت نثر کے فارسی عربی الفاظ بہت کم استعمال ہوئے ہیں حالانکہ اس زمانے کے مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹی کے مقابلے میں فارسی کہیں زیادہ غالب ہے۔ نظم کے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ مرہٹی شاعر درویش اور صوفی مذہب لوگ تھے، انہیں دنیا اور دنیوی معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا، ان کی شاعری مذہب، پران کے قدیم قصوں، ویدانت اور بھگتی وغیرہ مضامین سے بھری پڑی ہے اور یہ ایسے مضامین ہیں جن کے ادا کرنے کے لیے کسی غیر زبان کے الفاظ کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ البتہ سیاسی اور تہذیبی معاملات میں بغیر فارسی عربی الفاظ کے چارہ نہ تھا۔ کیوں کہ مرہٹوں کا تہذیب بہت محدود اور کم درجے کا تھا اور جدید خیالات و حالات کے ادا کرنے کے لیے الفاظ بھی انہیں کی زبان سے لینے پڑتے تھے جن کا وہ تہذیب تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مرہٹی شاعروں نے اپنی فظوں میں فارسی عربی الفاظ کا کم استعمال کیا ہے تاہم وہ اس زبان کے عالمگیر اثر سے نہ بچ سکے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ مرہٹی زبان ان شعرا کی بہت مہنوں ہے۔ انہوں نے حتی الامکان اسے غیر زبان کے اثر سے محفوظ رکھا اور آئندہ نسلوں کے لیے پاک صاف زبان چھوڑ گئے۔ یہی ایک بڑی بات ہے جو مرہٹی شعرا کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے

ورنہ جن چیزوں پر ہمارے بعض واجب التعظیم سرہتہ مورخوں نے زور دیا ہے وہ زیادہ تر ان کے قیاس و تخیل کا نتیجہ ہیں۔

خاتمہ

ہر قوم خواہ وہ کیسی ہی حقیر کیوں نہ ہو دنیا میں ایک حیثیت رکھتی ہے۔ یہی حال زبان کا ہے۔ زبانیں بھی قوموں کی طرح بڑھتی گھٹتی اور بدلتی ہیں۔ پھر وہ افراد اور اقوام کی طرح گرد و پیش کے حالات و اثرات اور دوسری زبانوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس طرح قومیں مختلف تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اسی طرح زبانوں میں بھی ایک دوسرے سے رشتے ناتے ہیں۔ ایک زمانہ آئے گا جب کہ دنیا کی تمام قوموں کو نوع انسان کے حلقے میں آکر ایک ہونا پڑے گا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ وقت کب آئے گا۔ یہ تخیل کی جولانیاں ہیں جو آئندہ کی تاریکی میں پنہاں ہیں اور ان کے ظہور کی پیشیں گوئی کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ ایک روز آئے گا جب بنی نوع انسان ایک قوم اور ایک ذات ہوں گے اور تمام سفیہانہ اور شرمناک اختلافات جو اس وقت ادنیٰ خود غرضیوں کی بدولت بہت اہم نظر آتے ہیں مت جائیں گے۔ لیکن زبانوں کا اختلاف پھر بھی باقی رہے گا۔ مگر یہ اختلاف

معاندانہ یا منافقانہ نہ ہوگا بلکہ تمدن اور علم و تہذیب کو فروغ دے گا اور ایک زبان دوسری زبان سے تقویت اور روشنی حاصل کرے گی —

مرہٹی اور ہندوستانی (اردو) بہنیں بہنیں ہیں دونوں ہندی نژاد اور دونوں آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ کم و بیش دونوں نے فارسی کا دودھ پیا ہے اور آج کل دونوں پہلو بہ پہلو آباد ہیں۔ اس سے مرہٹوں اور مسلمانوں کے تعلقات کا صاف پتہ لگتا ہے۔ زبانوں کے قریبی تعلقات سے ان قوموں میں بھی جو ان کی بولنے والی ہیں، قریبی تعلق اور ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمدردی حیات کی روح و رواں ہے —



قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو

اوردنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —

(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں ۔ (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن مدامی وہ ہیں جو تھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —

ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی ۔
(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بغیر یہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں ۔ (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کر کے دی جائیں گی)
مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

The Influence of Persian Language on Marathi Language

BY

MOULVI ABDUL HAQ, B. A. (ALIG.)

—:)O(:—

PRINTED AT THE "ANJUMAN URDU PRESS"
AURANGABAD, (DECCAN)

1933

